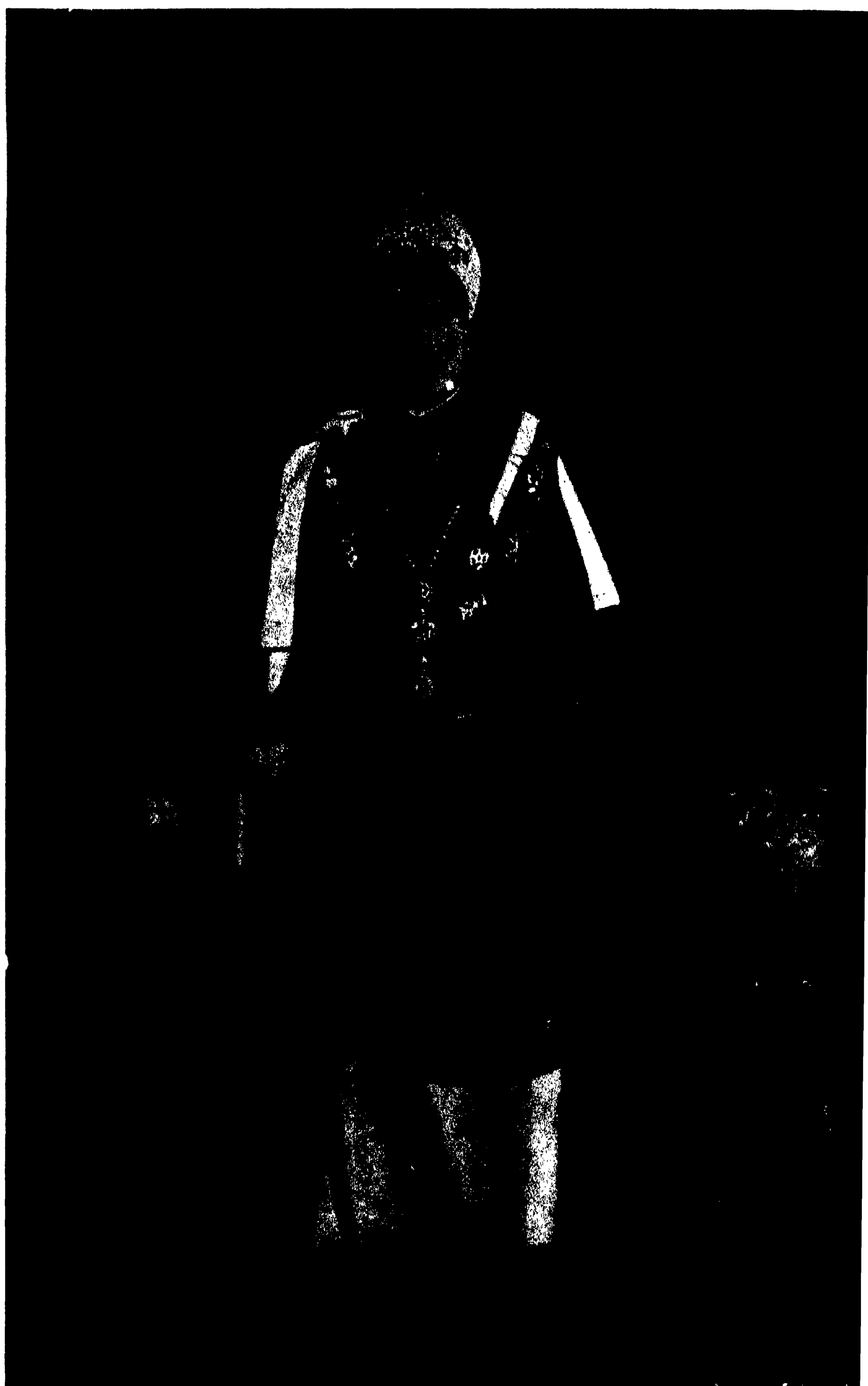


سالگرہ
عثمانیہ جوبلی
جنتری
۱۳۴۵ف
تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار
حیدرآباد دکن
محمد امیر احمد مؤلفہ عثمانیہ



LIEUTENANT-GENERAL. HIS EXALTED HIGHNESS ASAF JAH. MUZAFFER-UL-MULK WAL-MAMA NIZAM-UL-MULK NIZAM-UD-DOULA. NAWAB MIR SIR OSMAN ALI KHAN BAHADUR FATEH JUNG., FAITHFUL ALLY OF THE BRITISH GOVERNMENT. G. C. S. I., G. B. E., NIZAM OF HYDERABAD.

گزارش!

ہر امن پسند شہری اور وفادار رعایا کا یہہ شیوہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ملک و مالک کے ساتھ ہمیشہ غیر متزلزل وفاداری کا مجسمہ بنکر دوسروں پر یہہ ظاہر کردے کہ بادشاہ کی اطاعت اصلی معنوں میں خدا کی اطاعت ہے جوبلی جنتری کے چند اعلیٰ مقاصد میں سے ایک مقصد یہہ بھی ہے کہ اپنے آقا و ولی نعمت کی جشن سیمیں کی مسرت افزا کیفیات کو ہر سال اہل دکن کے دلوں میں تازہ کرے تاکہ وہ اپنے ہر دلعزیز مالک کے جشن اور اس کی ناقابل فراموش دلچسپیوں کی مسرت کے خفتہ احساسات کو از سر نو بیدار کرسکیں۔

راجہ رایاں مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر باالقابہ نے اپنا تازہ ترین کلام فصاحت بیز خاص طور پر جوبلی جنتری کے لیئے عنایت فرمایا جس کا شکریہ دل سے ادا کیا جاتا ہے ہم اُن امرائے عظام و حکامان عالیمقام سے بصد ادب معافی کے خواستگار ہیں جن کے نام نامی تو زیر نظر جنتری کے اوراق کی زینت بن گئے مگر ان تھک کوششوں کے بعد بھی نواب لطف الدولہ بہادر سر اکبر حیدری نواب معین الدولہ راجہ شامراج بہادر نواب مہدی یار جنگ بہادر نواب سالار جنگ بہادر نواب سلطان یار جنگ بہادر اور عالیجناب خان بہادر احمد علاؤ الدین صاحب مدظلہ کے بلاک بروقت دستیاب نہو سکے انشاءاللہ آقائے ولی نعمت کے جشن سیمیں کے مسرت خیز موقعہ پر جوبلی نمبر میں اس کی تلافی کردیجائیگی اور دوسرے امرائے عظام اور جاگیرداران عالی مقام کا بھی تذکرہ شائع کیا جائیگا۔ جس میں تفصیلات درج رہینگی۔

آخر میں اپنے رفیق کار مولوی غلام محبوب صاحب نصار زمیندار کا شکریہ ادا نہ کرنا احسان فراموشی کے مترادف ہوگا صاحب موصوف نے میری ہر طرح مدد فرمائی آپنے مجھے اس قابل بنایا کہ پیش نظر ادبی تحفہ کو ملک و مالک کیخدمت میں پیش کرسکیں

گزارندہ

محمد امیر احمد (عثمانیہ) یکم رجب ۱۳۵۴ ف

ڈائمن بلڈنگ

عابد روڈ۔ حیدرآباد دکن

تعارف

قیام جامعہ عثمانیہ کے بعد حیدرآباد کے تعلیم یافتہ طبقہ کی حالت بالکل بدل گئی حصول تعلیم کے اصلی مقصد سے لوگ آشنا ہونے۔ یہہ سب ہمارے حضور پرنور کا ادنی کرشمہ ہے۔ ملک میں بیدار مغزی پھیلنے لگی ہے۔ ملک و مالک کی خدمت کا جذبہ ترقی پذیر حالت میں ہے صدہا تعلیم یافتہ افراد سے مجھے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ ان کے خیالات و احساسات کا بغور مطالعہ کرتا رہا اتفاقاً ایک دن مولف جنتری محمد امیر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کی بڑھتی ہوئی اُمنگیں ملک و مالک کی خدمت کا شوق قابل رشک ہے۔ آپ اسی شفیق جامعہ عثمانیہ کے کم عمر ہونہار سپوت ہیں۔ ان کے خیالات اور کارکردگی نے صدہا لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے ملک میں کاروباری ذہنیت کے پھیلانے کے متمنی ہیں اور اس کے لیے اپنی زندگی وقف کردی ہے۔ ملک نے ساتھ دیا تو مستقبل بہت ہی درخشاں ہوگا۔ اور تعلیم یافتہ بیروزگاری کا واحد علاج یہی ہے کہ ملک میں کاروباری ذہنیت پھیلائی جاوے اور صنعت کو ترقی دیجائے امرائے ملک و عمائدین سلطنت اور معزز پبلک اس تحریک کو خوش آمدید کہیں، اور آپ کا ہاتھ اس کار خیر میں تھوڑا بٹائیں تو مناسب ہے۔

ان میں علمی مشاغل کے علاوہ کاروباری دلچسپی قابل تعریف ہے۔

ملنے کا پتہ
دفتر جوبلی جنتری ڈائمن بلڈنگ عابد روڈ
حیدرآباد دکن

غلام محبوب خاں
زمیندار دھرم آباد



تراہی نام لکھا ہے زمینوں آسمانوں میں   تراہی ذکر ہوتا ہے جہاں کی داستانوں میں

ترے جود و کرم سے ہے جہاں کی گرم بازاری   تراہی راگ گاتے ہیں پرندے اپنے ترانوں میں

ہر اک موجِ رواں دریائے قدرت ایک آیت ہے   تری حکمت ہے ظاہر کشتیوں کے بادبانوں میں

تری قدرت پہ دل قرباں ہزاروں بار ہوتا ہے   ترا نغمہ ہے مخفی ہر نفس کی پست تانوں میں

تری ہستی تخیل میں سما سکتی نہیں ہرگز   نرالا ہے فسانہ تیرا دنیا کے فسانوں میں

جہاں کے ذرے ذرے میں تری جلوہ نمائی ہے   ہے تو ہی اک مکیں کون و مکاں کے کل مکانوں میں

تری برقِ تجلی طور پر جس زور سے چمکی

ابھی ہے نقش وہ ہند و عرب کی داستانوں میں

از۔ احمد اللہ قادری

عثمانیہ معارف پریس

کس نے

بزمِ عالم کو نئی طرح سنوارا کس نے
اک اشارے میں کیا چاند دو پارا کس نے
کس کے نغموں سے ہوئی گرم جہاں کی بستی
رنگِ توحید کا ہر دل میں اُتارا کس نے
کون تھا کس نے غلاموں کو بنایا سلطاں
ذرّے ذرّے کو کیا آنکھ کا تارا کس نے
عرش پر کون گیا چشم زدن میں احمد
سات پردوں میں کیا حق کا نظارہ کس نے

از ۔ احمد اللہ قادری

کس نے

بزمِ عالم کو نئی طرح سنوارا کس نے
اک اشارے میں کیا چاند دو پارا کس نے

کس کے نغموں سے ہوئی گرم جہاں کی بستی
رنگِ توحید کا ہر دل میں اُتارا کس نے

کون تھا کس نے غلاموں کو بنایا سلطاں
ذرّے ذرّے کو کیا آنکھ کا تارا کس نے

عرش پر کون گیا چشم زدن میں احمدؔ
سات پردوں میں کیا حق کا نظارہ کس نے

از۔ احمد اللہ قادری



شہزادہ والاشان نواب میر حمایت علیخان اعظم جاہ ولیعہد بہادر

Chandrakanth Press, Hyd.-Dn.



شہزادہ والا شان نواب میر شجاعت علیخان معظم جاہ بہادر

Chandrakanth Press Hyd.Dn

کلام الملوک ملوک الکلام

اعلیٰحضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر خسرو دکن

محبت میں نہ دل باقی نہ ہی تاب و تواں باقی ابھی حصے میں ہیں کیا جانے کیا کیا سختیاں باقی

گل و ریحاں و سنبل سب خزاں میں ہو گئے رخصت مگر بلبل کے لب پر رہ گئی آہ و فغاں باقی

شب دوشینہ کی بدمستیاں میں کیا کہوں ساقی نکل آیا ہے دن اور ہے ابھی خواب گراں باقی

زبان شمع سے سنتا ہوں قصہ سوز الفت کا شب آخر ہو گئی لیکن ابھی ہے داستاں باقی

خدا ہی کشتی دل کا ہے حافظ بحر الفت میں نہ لنگر جس کا باقی ہے نہ جس کا بادباں باقی

پتہ آخر کو مل ہی جائیگا یاران رفتہ کا غنیمت ہے جو اب تک ہے نشان کارواں باقی

سلاطین سلف سب ہو گئے نذر اجل عثماں
مسلمانوں کا تیری سلطنت سے ہے نشاں باقی



کلام الملوک ملوک الکلام

اعلیٰ حضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر خسرو دکن

محبت میں نہ دل باقی نہ ہی تاب و تواں باقی — ابھی حصے میں ہیں کیا جانے کیا کیا سختیاں باقی

گل و ریحاں و سنبل سب خزاں میں ہوگئے رخصت — مگر بلبل کے لب پر رہ گئی آہ و فغاں باقی

شب دوشینہ کی بدمستیاں میں کیا کہوں ساقی — نکل آیا ہے دن اور ہے ابھی خواب گراں باقی

زبان شمع سے سنتا ہوں قصہ سوزِ الفت کا — شب آخر ہوگئی لیکن ابھی ہے داستاں باقی

خدا ہی کشتیٔ دل کا ہے حافظ بحر الفت میں — نہ لنگر جس کا باقی ہے نہ جس کا بادباں باقی

سراغ آخر کو مل ہی جائیگا یارانِ رفتہ کا — غنیمت ہے جو اب تک ہے نشانِ کارواں باقی

سلاطین سلف سب ہوگئے نذر اجل عثماںؔ
مسلمانوں کا تیری سلطنت سے ہی نشاں باقی



خمسہ بر غزل حضرت وطن قدس سرہٗ طبعزاد فقیر شاد

از راجہ راجایاں مہاراجہ سرکشن پرشاد

کیا تھا وعدہ جب قول بلیٰ کا | نہ سمجھا بھید اوس دم ماسوا کا
کھلے گا راز کیوں کر اینما کا | اسے دیدار ہو کیوں کر خدا کا
نہ دیکھا جس نے چہرہ مصطفےٰ کا

مرا پیغام سالک سے یہ کہدو | کہ کھوئے پہلے اپنی اس خودی کو
نہیں نافہ تو کیوں کر آئے خوشبو | وہ کیوں کر پائے الا اللہ کے سر کو
نہ لایا فہم میں جو بھید لا کا

نہیں اُس کے سوا معبود کوئی | نہیں اس کے سوا مقصود کوئی
نہیں اُس کے سوا مشہود کوئی | نہیں حق کے سوا موجود کوئی
یہی مطلب ہے لفظ ماسوا کا

جو سچ پوچھو تو یہ ہے میرا مذہب | دوئی دل سے مٹا دینا ہے انسب
یہی ہر ایک سالک کا ہے مشرب | کھلے گا عقدۂ لاعبد ولارب
اگر پردہ اٹھے ما و شما کا

حرم میں دیر میں شان اوس کی دیکھی | وہی وہ ہے نظر جس سمت ڈالی
حقیقت میں یہی ہے بات سچی | نظر آتی ہے ہر سو شان حق کی
مقابل آئینہ ہے اینما کا

نہاں رکھو اسے تم راز ہے جو | کسی سے کیوں کہو دل ہی میں مزے لو
یہ سچا قول ہے اے شاد سمجھو | وطن ہے ہم کلامی حق سے اس کو
ہوا جو آشنا اپنی صدا کا



اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

جناب پروفیسر ہارون خانصاحب شروانی ایم۔اے آکسن بیرسٹر ایٹ لا صدر شعبۂ تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

۱۔ ہمارے موجودہ بادشاہ اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصفجاہ سابع خلد اللہ ملکہ ۱۹۱۱ء میں اپنے والد ماجد حضرت غفراں مکاں کی رحلت کے بعد تخت حیدرآباد پر بیٹھے اور بیٹھتے ہی حیدرآبادی حکومت کے ہر ایک شعبہ کے اصلاح کی کوشش شروع کر دی۔ ان کے لڑکپن ہی میں اعلیحضرت مرحوم نے یہ حکم دیدیا تھا کہ روز مقرریہ ہر محکمہ کا معتمد ان کے سامنے کاغذات پیش کرے تاکہ انہیں امور عامہ میں کافی مہارت حاصل ہو جائے۔ غالباً اس گہری واقفیت کیوجہ سے انہیں ابھی قلمرو کے حالات سے کافی تشفی نہیں ہوتی تھی چنانچہ ابتدا میں انھوں نے جلد جلد مدارالمہاموں کو تبدیل کیا۔ انھوں نے پہلے راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر اور ان کے بعد نواب سالارجنگ بہادر سوم کو مدارالمہام بنایا اور آخرکار پانچ سال کے طویل زمانہ میں مدارالمہامی کے نہایت وقت طلب فرائض خود انجام دیئے۔ جب ہر شعبہ حکومت پر خود سرکار کا اثر پڑا تو حکومت کے شعبے گویا نکھر گئے۔

اوران پر سے زنگ گویا مٹ گئی۔ پانچ سال بہ نفس نفیس مدار المہامی کے فرائض انجام دینے کے بعد انھوں نے سرعلی امام نواب مؤید الملک بہادر کو جو خود گورنر جنرل ہند کے مجلس عاملہ کے رکن رہ چکے تھے اور جن سے زیادہ اس زمانہ میں کوئی واقف کار نہیں سمجھا جاتا تھا، طلب کرکے حکم دیا کہ تم ہماری سلطنت کے سیاسی دستور کا ایک خاکہ تیار کرو اور جب وہ یہ خاکہ تیار کرچکے اور اس کا نفاذ ہوگیا تو ان کے بعد نواب ولی الدولہ بہادر منصرم صدر اعظم ہوئے اور آخر کار سرکار نے اپنے والد ماجد مرحوم کے وفادار مدار المہام مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنتہ کو از سر نو طلب فرماکر صدر اعظم کا جائزہ دیا چنانچہ مہاراجہ بہادر آج تک اس عہدہ پر فائض ہیں۔

۲- الغرض سرعلی امام کے بنائے ہوئے خاکہ کو اعلیحضرت نے منظور فرمایا اور اس کے ذریعہ سے پرانی مجلس کابینہ کی جگہ ایک جدید باب حکومت مقرر کی گئی جس کے صدر کا خطاب صدر اعظم باب حکومت ہوا۔ اور جس نے قدیم مدار المہام کی جگہ لے لی۔ اسکے ساتھ ہی صدر المہاموں کی تعداد (جو وزراء کا دوسرا نام ہے) سات قرار دی گئی تا کہ انمیں سے ہر ایک اپنے اپنے شعبوں کی کماحقہ نگرانی کرسکے۔ نیز یہ بھی قرار پایا کہ ہر صدر المہام کا ایک ایک معتمد ہو اور اس شعبہ کے تمام امور اس معتمد کے وساطت سے صدر المہام یا باب حکومت کے گوش گزار کیے جائیں۔ ایسے ایسے اہم محکمہ جیسے تعلیمات، طبابت، ڈاک صنعت وحرفت وغیرہ ایک ایک ناظم کے زیر نگرانی ہیں جو اپنی کارروائیاں معتمد کے ذریعہ سے صدر المہام تک پہنچاتے ہیں۔ ملکی انتظام کے لیے ملک چار صوبوں اور ہر صوبہ ضلعوں اور تعلقوں میں منقسم ہے اور ہر صوبہ میں علاوہ صوبہ دار کے ایک ناظم صوبہ (جسکے سپرد عدالتی کام ہیں) ایک ایک مہتمم کوتوالی اور ایک ایک ڈاکٹر سول سرجن رہتا ہے اور اسی طرح ہر ضلع اور ہر تعلقہ میں بھی عہدہ داروں کے ماتحت چھوٹے چھوٹے عہدہ دار رہتے ہیں۔

۳- ان انتظامات کیوجہ سے اعلیحضرت کے مبارک عہد میں ہماری قلمرو نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں شاید ہی ایک ملک ہوگا

جہاں سالہا سال سے (بجائے پہلے کی طرح آمدنی کے بہ نسبت اخراجات زیادہ ہونیکے) یہاں کے موازنہ میں بچت ہی بچت ہوتی ہے جس کا سہرا ہمارے ہر دلعزیز اور جفاکش وزیر مالیات سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ کے سر ہے۔ کہاں تو پچاس برس پہلے حیدرآباد قرضہ کے بارسے بالکل ہی دبا جاتا تھا کہاں اب ہر سال لاکھوں روپئے بچتے ہیں اور انہیں رعایا کے فلاح او بہبودی کیلئے خرچ کیا جاتا ہے اعلیحضرت کے تخت پر تشریف آوری کے وقت قلمرو کی آمدنی تقریباً پانچ کروڑ تھی لیکن آج وہ تقریباً دوگنی ہو کر آٹھ کروڑ ہو گئی ہے۔ پھر کہاں تو کسی زمانہ میں یہ ریاست اپنے تنخواہ داروں کی تنخواہیں بھی قرضے لیکر دیتی تھی اور اپنے رقبے کے رقبے اس میں آڑ کر دیتی تھی۔ کہاں ملک ہند کا مشکل سے مشکل کوئی صوبہ ہوگا جہاں کے خیراتی اور تعلیمی اور رفاہ عام کی انجمنوں کو اس ریاست ابد مدت سے ہزاروں کی امداد نہ دی جاتی ہو۔ پچھلی جنگ عظیم میں جو انگریزوں اور ان کے حلیفوں نے جرمنی وغیرہ سے لڑی۔ اعلیحضرت نے اپنی انتہائی وفاداری کا ثبوت دیا اور اپنے عزیز روپیہ میں سے کم و بیش چھ کروڑ روپیہ خرچ کر کے دامے درمے قدمے، سخنے سلطنت ہند کی امداد کی چنانچہ جنگ کے بخیر و خوبی انجام پانے پر اعلیحضرت کو وہ خطاب ملا جو کسی دوسری والی ریاست کو حاصل نہیں۔ یعنے آیندہ سے اعلیحضرت ہز اگزالٹڈ ہائینس اور یار وفادار دولت برطانیہ بن گئے۔

۴۔ جیسا اوپر لکھا جا چکا ہے اعلیحضرت کے مبارک عہد میں سال بسال روپیہ کی جو بچت ہوئی اس کی وجہ سے رعایا کے فائدے اور آرام آسائش کے مختلف محکموں میں طرح طرح کی ترقیاں ہوئیں، چنانچہ شائد سب سے پہلا اہم کام جو تخت نشینی کے بعد سرکار نے اپنے دست مبارک سے کیا وہ عثمان ساگر کا سنگ بنیاد نصب کرنا تھا تا کہ موسی ندی نے جو تین سال پہلے حیدرآباد کو گویا بہا دیا تھا۔ اس کی سزا میں اس ندی کو قید کر دیا جائے تا کہ جہاں تک

انسانی تدبیر کا تعلق ہے۔ آیندہ اس ندی کا پانی کسی کو دق نہ کرے۔ اعلیٰحضرت کے عہد میں کئی بنی ہوئی جھیلوں یعنے عثمان ساگر، حمایت نگر اور سب سے بڑی جھیل نظام ساگر کا جو ذکر سنتے ہو۔ ان سے آب پاشی بھی ہوتی ہے۔ شہر میں پانی نلوں کے ذریعہ سے صاف شفاف ہو کر آتا ہے اور ان میں سے عثمان ساگر کے ذریعہ سے حتی الامکان حیدرآباد کو آیندہ طوفان سے محفوظ کر دیا گیا ہے پھر ایوان عدالت العالیہ جو عدل و انصاف کا مرکز ہے۔ عثمانیہ دواخانہ جس پر لاکھوں روپیہ محض امیر غریب کے علاج کے وسائل کے لیے خرچ کر کے بنا ہے۔ بلدہ کی چوڑی چوڑی سڑکیں جس پر گرد کا نام نہیں رہا۔ ممالک محروسہ میں جگہ جگہ بجلی کی روشنی اور ٹیلیفون کا انتظام یہ سب (سوا خاص بلدہ حیدرآباد کے) اعلیٰحضرت سے پہلے نام کو نہیں تھا۔ اعلیٰحضرت کے زمانہ میں ملک محروسہ میں ریلوں کا جال بچھ گیا ہے۔ چنانچہ اب ایک حیدرآبادی آسانی کے ساتھ بغیر ریل بدلے ہوے۔ دہلی، مدراس، بمبئی، بنگلور، میسور بجد آرام اور آسانی کے ساتھ جا سکتا ہے۔ اعلیٰحضرت نے یہی نہیں کیا کہ اپنے روپیہ سے ریلیں بنوائیں اور اس کا ٹھیکہ کمپنی کو دیدیا۔ بلکہ علاوہ چند چھوٹی چھوٹی لائنوں کے باقی تمام ریلیں قلمرو کی طرف سے روپیہ دیکر خریدیں۔

۵۔ لیکن سب سے زیادہ جس محکمہ میں ترقی ہوئی ہے وہ تعلیمات کا صیغہ ہے اور اس میں بالکل مبالغہ آمیزی نہیں کہ آجکل کی ترقی دیکھتے یہ شعبہ خود اعلیٰحضرت ہی کا ساختہ پرداختہ سمجھنا چاہیئے۔ سرکار نے اپنی عزیز رعایا کی تعلیم کے لیے گویا اپنے خزانے کے دروازے کھولدیے ہیں اور ابتدائی تعلیم کو مفت کر کے چھوٹے سے چھوٹے اور غریب سے غریب بچے کے لیے بھی تعلیم کے وسائل بہم پہنچادیے ہیں۔ اعلیٰحضرت کی تخت نشینی سے اس وقت تک ابتدائی مدارس کی تعداد ڈھائی گنا سے زیادہ ہوگئی ہے اور اعلیٰ تعلیم میں تو اعلیٰحضرت کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس لیے کہ اس زمانہ میں

وہ جامعہ عثمانیہ قائم ہوئی جس نے تمام محبان ملک کے امیدوں اور آرزوؤں کو پورا کر دکھایا۔ سرکار نے اپنی عزیز رعایا کے بچوں کی مشکلات اور تکلیفوں اور اس تضییع اوقات کا اندازہ کرکے جو غیر زبان میں معمولی معمولی علوم کے حاصل کرنے سے ہوتی ہیں حکم دیا کہ ایک ایسی جامعہ یا یونیورسٹی بنائی جائے جس میں تمام علوم وفنون کا درس اور امتحانات اس ملک کے عام زبان اردو میں ہوں لیکن ساتھ ہی انگریزی لازمی رہے۔ یہ تجربہ اس قدر کامیاب ہوا ہے کہ اس کی دیکھا دیکھی برطانوی ہند کی بہت سی دوسری یونیورسٹیوں میں بھی امتحانات کی حد تک طالب علم کو اپنی زبان میں جواب دینے کی آزادی دی جارہی ہے۔ انہیں باتوں سے متاثر ہوکر چند سال ہوئے جامعہ عثمانیہ نے "سلطان العلوم" کی سند اور خطاب اعلیٰحضرت کے سامنے پیش کیا اور انھوں نے کمال شفقت کے ساتھ اسے منظور فرمالیا۔

۶۔ اگر ہم ان فرامین کو دیکھیں جو ہمارے بادشاہ نے ہماری بہتری کے لیے وقتاً فوقتاً شائع کیے ہیں تو ہمیں ان کی محبت اور شفقت کا اور بھی زیادہ اندازہ ہو جائے گا۔ وہ ہر ایک مذہب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں اور گو وہ اپنے پیارے مذہب اسلام پر دل وجان سے فریفتہ ہیں۔ لیکن ان کے حکم سے دیولوں، گرجاؤں اور گردواروں، عیسائیوں، سکھوں اور ہندوؤں کے مذہبی اور دنیوی انجمنوں اور مدرسوں کے لیے لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے انہی کی حکومت میں بیگار کا طریقہ موقوف کر دیا گیا ہے۔ انہی کے زمانہ میں ایک فرمان مبارک کے ذریعہ سے اس ملک سے۔ مرغ بازی۔ بلبل بازی۔ بٹیر بازی اور دوسرے ایسے ہی ظالمانہ کھیل ممنوع کر دیے گئے ہیں۔

الغرض حضرت کی نگاہ ملک کے ہر ایک شعبہ پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت اور رعایا کے مفاد کے اعتبار سے ہماری قلمروئے حیدرآباد ہندوستان کے کسی دوسرے حصّہ سے ہرگز کم نہیں اور جب اس بادشاہ کی خوش انتظامی کا ذکر

آتا ہے تو خود وزیر اعظم برطانیہ کا منہ اس کی تعریف کرنے سے سوکھتا ہے۔

دور عثمانی پر ایک نظر

ظل اللہ رحمانی

میں نے دکن میں کیا دیکھا؟

موجودہ زمانہ میں عام ہندوستانی والیان ریاست کی حالت ناگفتہ بہ ہے ان کے حد سے بڑھے ہوئے عیش و عشرت اور نظام مملکت میں بے اعتنائی سے رعایا کے حقوق کی جس بے دردی سے پامالی ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کے برخلاف سلطنت ابد مدت حیدرآباد دکن اپنے موجودہ تاجدار حضرت سلطان العلوم میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ کی رعایا پروری منصف مزاجی اور روشن دماغی سے جنت الفردوس کا بہترین نمونہ بنی ہوئی ہے۔ چپہ چپہ میں امن و امان کا دور دورہ ہے اور رعایا شاداں و فرحاں ہے۔

اعلیٰحضرت قسام ازل سے ایسا غیر معمولی دل و دماغ لیکر آئے ہیں جو آج تک کسی کو شاذ و نادر نصیب ہوا ہو۔ تخت دکن ایسی محترم ہستی کے زیر نگیں اپنی خوش بختی پر ناز کرتا ہے۔ اور تمام خورد و کلاں اپنے آقائے ولی نعمت کی سلامتی کے لیے شب و روز دست بدعا رہتے ہیں۔

رعایا کی بہبودی اور اصلاحات اعلیٰحضرت ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ م ۲۹ اگسٹ ۱۹۱۱ء کو بعمر ۲۵ پچیس سال اورنگ سلطنت پر متمکن ہوئے۔

اور اسی مبارک ساعت سے ملک کی خوش بختی اور ترقی دن دونی اور رات چوگنی ہونے لگی۔ سب سے پیشتر آپ نے حکومت کے نظم و نسق کا جائزہ لیا اور شبانہ روز کی غور و فکر کے بعد اپنی عزیز رعایا کی بہبودی کے لئے ۱۹۱۹ء میں باب حکومت اگزکیٹیو کونسل کی بنا ڈالی جو ایک صدر اور سات اراکین پر مشتمل تھی۔ مجلس وضع قوانین (لیجسلیٹو کونسل) میں بھی خاطر خواہ توسیع فرمائی۔

رعایا کی سہولت اور آسانی کے لیے ہر مقام کے حاکم اعلیٰ سے اختیارات دیوانی فوجداری جدا جدا منصفیوں اور عدالتوں میں منتقل کردیے جن سے حصول انصاف میں نہایت آسانیاں بہم پہنچیں کیونکہ پہلی صورت میں کثرت کار کے باعث انفصال مقدمات میں غیر معمولی تعویق وتاخیر ہوتی -

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد رود موسیٰ پر واقع ہے - اس ندی میں کئی مرتبہ ایسی زبردست طغیانیاں آئیں کہ کروڑوں روپیہ کے نقصان کے علاوہ ہزاروں بندگان خدا اس کی تباہ کن موجوں کی نذر ہو گئے - اعلیحضرت نے اس بے پناہ سیلاب کو روکنے کے لیے "عثمان ساگر" اور "حمایت ساگر" دو بہت بڑے تالاب بصرف کثیر تیار کرائے - اوّل الذکر بلدہ کے مغرب میں ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوا اور دوسرا بلدہ کے جنوب مغربی گوشہ میں ڈیڑھ کروڑ کی خطیر رقم سے تیار کیا گیا جن سے ایک تو طغیانی کا ہمیشہ کے لیے انسداد ہو گیا - دوسرے تمام شہر کو پاک وصاف پانی مہیّا ہونے لگا جس کے باعث جملہ امراض کی شکایت دور ہو گئی - نیز ان تالابوں کے گرد و نواح میں بہت بڑے زرعی رقبہ کی آبپاشی ہوتی ہے - ان کے علاوہ ضلع نظام آباد میں ایک بہت بڑا تالاب نظام ساگر کے نام سے بارہ کروڑ روپیہ کی لاگت سے تیّار ہوا ہے جو دنیا کے بہت بڑے تالابوں میں شمار ہوتا ہے - اس میں سے جاری ہونے والی بیسیوں نہروں کا جال صدہا میل کے رقبہ میں پھیل گیا ہے اور برقی قوّت کو بھی بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے - دو لاکھ روپیہ سے ایک بہت بڑا زراعتی فارم قائم کیا گیا ہے جس میں زراعتی پیداوار بڑھانے کے لیے عملی تعلیم دی جاتی ہے - جو بڑے مفید نتائج کا باعث ہے - انجمن اتحادی قرضہ کاشتکاروں کی فنّی و مالی دستگیری کے لیے قائم ہے جس سے کاشتکاروں میں بیداری اور فنی مہارت پیدا ہو رہی ہے - ہزارہا ایکڑ زمین جو پہلے بنجر اور غیر مزروعہ پڑی ہوئی تھی - سرسبز و شاداب نظر آرہی ہے -

علاوہ ازیں کسانوں کو ساہوکاروں کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے

کے لیے قانون ساہوکارہ نافذ ہونے والا ہے اس زمانہ قحط الزرا و کساد بازاری میں جب کہ بڑی بڑی سلطنتوں اور ریاستوں کا دیوالہ نکل رہا ہے بے روزگاری زوروں پر ہے۔ ہر شعبہ میں تخفیف کا کلہاڑا چل رہا ہے اور کسی حکومت کو تخفیف مصارف اور جدید ٹیکس بڑھانے کے سوا چارہ کار نہیں۔ الحمد للہ! کہ دکن ان مشکلات سے بالکل محفوظ ہے۔ بلکہ اعلیٰحضرت نے اضافہ مالیہ کی بجائے گزشتہ سال اور امسال (۳۶) لاکھ روپیہ مالگزاری کا بھی معاف کردیا اور لاکھوں روپیہ کاشتکاروں میں بطور زر تقاوی تقسیم کیا گیا۔

ہر محکمہ میں بلا قید مذہب و ملت تنخواہوں میں اضافہ کردیا گیا ماہ رمضان المبارک میں سب کو ایک ماہ کی پیشگی تنخواہیں دیکر تعطیلیں کردی جاتی ہیں۔ جو جائدادیں ۱۹۲۱ء سے قبل ۱۵ اور ۲۰ کی تھیں وہی اب ۳۰ اور ۴۵ کی ہیں۔ علاوہ ازیں کئی جدید محکمہ قائم ہوئے ہیں۔ اور قدیم محکمہ میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اصلاحات عمل میں آئیں اور ملازمین کی تعداد میں اضافہ کیا گیا جس سے ایک تو رعایا کی فلاح و بہبود ہوئی۔ دوسرے ہزاروں تعلیم یافتہ برسر روزگار ہوگئے۔ جو بصورت ثانی دیگر ممالک کی طرح بیکار اور بے روزگار رہکر قوم کے لئے وبال جان ہوجاتے۔

ان تمام اخراجات کے باوجود خدا کے فضل و کرم سے ہر سال آمدنی میں معقول بچت رہتی ہے جو ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی کی زندہ مثال ہے۔ سرکاری ٹیکس اور زرلگان نہایت آسانی سے بروقت وصول ہوجاتے ہیں کیونکہ ایک تو ٹیکس کی مقدار نہایت قلیل ہے۔ دوسرے حکومت نے ان کی ادائیگی کے لیے بہت سی آسانیاں دے رکھی ہیں۔ بچت کی رقم ریلوں کی خریداری اور جدید لائنوں کی تعمیر اور دیگر مفید کاموں میں صرف کیجاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء میں پوری "نظام گرانٹڈ اسٹیٹ ریلوے" کمپنی سے خرید لی گئی۔ اس کے علاوہ جدید لین بلہارشاہ محمد آباد اور ریرپلی تعمیر ہوئی۔ اور متعدد جدید لائنوں کی تعمیر ہو رہی ہے۔

مذہبی رواداری اور مساوات اعلیٰحضرت کے ظلِّ ہمایونی میں ہر قوم اور ہر فرقہ کی رعایا کے ایک کروڑ پینتالیس لاکھ افراد کامل آزادی سے خوش و خرم اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپ کی مذہبی رواداری اور مساویانہ سلوک روشن خیالی اور فراخ دلی کا بہترین نمونہ ہے۔

حکومت کی ایک اہم خدمت "وزارت عظمیٰ" ہے ....
.... سمستانوں جاگیروں۔ منصبداروں اور معاش داروں میں بھی برادران ہنود ہی کی کثرت ہے۔

مذہبی رواداری اور معاشرتی اصلاح میں غیر مسلم رعایا کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ عدالت العالیہ کی تعمیر کے وقت ایک خام اور چھوٹا سا دیول (دیوی کا مندر) احاطہ عمارت میں واقع ہو کر تعمیر عمارت میں حارج ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر زعمائے ہنود نے دیول کی منتقلی کا مشورہ دیا۔ لیکن اس روشن خیال تاجدار نے منتقلی دیول کی بجائے صرفِ خاص سے بہ لحاظ ماحول ایک شاندار عمارت تعمیر کر کے اس کا احاطہ بھی مختص فرما دیا۔

اسی طرح سال ۱۹۳۲ء میں ایک مندر کی قیمتی مورتیاں اہل ہنود ہی کے کسی مخالف فرقہ والوں نے چرا لی۔ جب یہ افسوسناک خبر اعلیٰحضرت تک پہونچی تو مجرموں کی تلاش و تحقیق کے ساتھ ہی مسروقہ مورتیوں کو سرکاری خرچ سے بنوا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ اس قسم کے رواداری کی صدہا مثالیں ہیں اسی لیے ہندوستان کے بڑے بڑے سربرآوردہ اکابرین نے حکومت آصفیہ کو "رام راج" کہا ہے۔

ہندوؤں میں ایک قدیمی رواج تھا۔ کہ لڑکیوں کو دیوتا کی نظر کر دیا جاتا تھا ایسی لڑکیاں مرلی کہلاتی تھیں اور تمام عمر شادی نہ کر سکتی تھیں جسکی وجہ سے وہ مجبوراً ازناکاری کا انسانیت سوز پیشہ اختیار کر لیتی تھیں اعلیٰحضرت نے پنڈتوں شاستریوں کے فتاویٰ سے اس قبیح و مذموم رسم کو موقوف فرما دیا۔

سرکار عالی وقار کے زرّین عہد میں اہل ہنود میں انکاح بیوگان کا قانون زیر منظوری ہے۔ ناندیڑ میں سکھوں کا ایک نہایت متبرک مقام اور بڑا عالی شان گردوارہ ہے۔ جہاں ہر سال دور دور کے زائرین آتے ہیں اور اعلیحضرت کی روا داری کے معترف ہوتے ہیں۔

شاہ دکن کے زیر سایہ سکھوں کو وہ مراعات اور آزادیاں حاصل ہیں کسی سکھ ریاست میں بھی میسر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیرونی ریشہ دوانیوں کے باوجود ہر مذہب وملت کے افراد شیر و شکر کی طرح برادرانہ طور پر رہتے ہیں۔ ہر فرد رعیّت اپنے آقا کے حق میں شب و روز دعائیں مانگتا ہے۔

اعلیحضرت کے عہد معدلت مہد میں بلا مبالغہ "شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں" اس پر بھی اگر بیرونی مہا سبھائی اعتراف حق کی بجائے اپنی کور چشمی اور متعصبانہ ذہنیت کے باعث شاکی ہیں تو کیا علاج ہو سکتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جود وسخا - اس حاتم ثانی کے جود وسخا کی نہریں ہر قطعہ عالم میں جاری ہیں۔ دنیا کا کوئی حصّہ ایسا نہیں جہاں کی بے شمار انجمنیں علمی اور رفاہی ادارے اور بہ لحاظ مذہب وملت صدہا خاندان اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے ہوں۔ اگر ایک طرف جامعہ علیگڈھ، دارالعلوم دیوبند ندوۃ العلماء اور شیعہ کالج وغیرہ اسلامی درسگاہیں سرکار کی امداد سے بہرہ ور ہو رہی ہیں۔ تو دوسری جانب ٹیگور کالج، دیانند کالج بنارس یونیورسٹی کنز وہسپتال۔ ہری سنگی گرل اسکول وغیرہ غیر مسلم ادارہ بھی اس بحر جود وسخا سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اعلیحضرت کی فیض رسانی کی ایک تازہ مثال یہ بھی ہے کہ بھنڈارکر ریسرچ انسٹیٹیوٹ پونہ میں مہمان خانہ کی تعمیر کے لیے (۲۵) ہزار روپیہ اور مہابھارت کی اشاعت کے لیے دس سال تک ایک ہزار روپیہ سالانہ کی امداد بارگاہ خسروی سے منظور ہوئی۔

آفتاب از رشک این لطف و کرم غیرت کشید

تعلیمی ترقی آپ کے عہد میں علم و ادب کو جو فروغ نصیب ہوا۔ اس کے پیش نظر "سلطان العلوم"، کا خطاب بالکل بجا ہے۔ بلکہ یہ خطاب اس شاندار ہستی کے انتساب پر نازاں ہے۔

حضرت سلطان العلوم نے اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوے کہ کوئی قوم اسوقت تک شاہراہ ترقی پر گامزن نہیں ہوسکتی۔ جبتک کہ حصول تعلیم کا ذریعہ اسکی مادری زبان نہ ہو سنہ ۱۹۱۹ء میں جامعہ عثمانیہ کا افتتاح فرمایا۔ اور جامع علوم و فنون مہاراجہ سرکشن پرشاد مدظلا امیر جامعہ منتخب کیے گئے۔ اس جامعہ کی جہاں آتی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کا ذریعہ تعلیم ہندوستان بھر کی مشترکہ زبان "اردو" ہے وہاں مذہبی تعلیم بھی لازمی کردی گئی ہے! کیونکہ مذہبی تعلیم امن عامہ اور روحانی و مادی ترقی میں ممد و معاون ہے۔ یہ خصوصیات جامعہ عثمانیہ کو تمام یونیورسٹیوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ حضرت سلطان العلوم کا یہ مبارک اقدام تعمیر قومیت کی تاریخ میں آب زر سے لکھا جائیگا۔

اس جامعہ سے ملحق ایک کثیر المصارف ادارہ دارالترجمہ قائم ہے۔ جسنے ابتک ہر علم و فن کی صدہا کتب کا دیگر زبانوں سے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اس بیش قیمت خزانہ میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے۔

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات ایک نہایت بیدار مغز اور ماہر تعلیم ہستی ہیں۔ جنکی توجہ سے معیار تعلیم روزبروز وسیع اور بلند تر ہو رہا ہے۔ پہلے محکمہ تعلیمات پر چند لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا تھا۔ لیکن اب محکمہ میں توسیع کرکے قریبًا ایک کروڑ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔

حضرت سلطان العلوم کی معارف پروری ہی کا کرشمہ ہے کہ آج مدینۃ العلوم حیدرآباد دنیا بھر کے لائق اور قابل ارباب علم و فن کا مرکز بنا ہوا ہے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس کا جاننے والا حیدرآباد میں موجود نہ ہو۔

علم و فن کے پہلو بہ پہلو تجارت و زراعت اور صنعت و حرفت کی ترقی بھی

لازمی ہے - چنانچہ ان شعبہ جات کے لیے بھی اعلیحضرت نے جدا جدا محکمہ جات قائم فرمائے جن سالانہ لاکھوں روپیہ کا خرچ کر کے رعایا کو ترقی کا راستہ دکھایا جارہا ہے

صنعت وحرفت اور تجارت ترقی تجارت کے لیے محکمہ ہائے تجارت اور صنعت وحرفت قائم ہیں - کپڑے کی عثمان شاہی ملز بھی اسی عہد ہمایوں میں قائم ہوئیں کانچ، بٹن، سگریٹ، دیاسلائی روغنیات پارچہ سوتی و ریشمی وغیرہ کے متعدد کارخانے قائم ہوکر کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں - علاوہ ازیں بہت بڑے پیمانہ پر کارخانہ شکر سازی و کاغذ سازی کی اسکیم زیر عمل ہے - گورنمنٹ سے ہر سال صاحب اختراع و ایجاد افراد اور کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کے طور پر بیش بہا رقوم مرحمت ہوتی ہیں - ملکی تجارت کو فروغ دینے کے لیے محصول کروڑ گیری (چنگی) میں پینتیس ۳۵ لاکھ کی کمی منظور ہوئی - باشندگان ملک کی اخلاقی اصلاح اور انسداد مسکرات کے لیے محکمۂ آبکاری سے ساڑھے گیارہ لاکھ کی کمی منظور فرمائی گئی -

محکمہ کارخانہ جات سررشتہ کارخانہ جات بھی اسی عہد ہمایونی میں قائم ہوا جس نے ایک طرف تو کارخانہ والوں کو مفید ہدایات اور معلومات سے مستفید کیا دوسری طرف مزدوروں کے لیے انضباط اوقات اور شرح اجرت مقرر کر کے ان کو سرمایہ داروں کے مظالم سے محفوظ کر دیا -

محکمۂ آرائش بلدہ اعلیحضرت کی تخت نشینی کے بعد محکمۂ آرائش بلدہ قائم ہوا - حیدرآباد کے پرانے مکانات بازار اور سڑکیں نہایت بدنما اور گندی تھیں ان کو توڑ کر ہر سال لاکھوں روپیہ کے صرف سے جدید سڑکیں دوکانیں اور بلند ہوادار مکانات اصول حفظان صحت کے مطابق تعمیر ہو رہے ہیں - بڑی بڑی عالی شان عمارات مثلاً عدالت العالیہ (ہائیکورٹ) سٹی ہائی اسکول دواخانہ عثمانیہ افضل گنج، نمائش ہال کتب خانہ آصفیہ ٹاون ہال، مسجد باغ عامہ وغیرہ کے علاوہ دہلی میں "نظام پیالیس" اسی عہد میں تعمیر ہوئے علاوہ ازیں جامعہ عثمانیہ جیسی عدیم المثال یونیورسٹی کے لیے ویسی ہی عدیم النظیر اور عجائب روزگار درسگاہ

دس کروڑ روپیہ کے خرچ سے کئی میل کے رقبہ میں تعمیر ہوگی۔ جہاں ضروریات علم وفن اور عملی تجربات وغیرہ کی ہر چیز معقول ہوگی۔

نفاذ قوانین قانون انسداد گداگری منظور ہو کر بیت المعذورین کا بھی انتظام ہوگیا ہے جہاں اپاہج اور لولے لنگڑوں کی رہائش و خوراک کا بندوبست ہوگا۔ ہٹے کٹے بھکاریوں کو بھیک مانگ کر مخلوق خدا کو تنگ کرنیکی اجازت نہ ہوگی۔

قانون انسداد بے رحمی اطفال بھی زیر غور ہے۔

بیگار کا طریقہ ممنوع قرار پایا۔

نیچ اقوام کے بچوں کی تعلیم کے لیے مدارس قائم ہوے۔

محکمۂ آثار قدیمہ دکن ایک تاریخی سرزمین ہے جس کے چپہ چپہ پر شاہان سلف کی یادگاریں اور قدیمی عمارات موجود ہیں۔ اعلیحضرت نے جہاں بیسیوں عمارات تعمیر فرمائی ہیں وہاں ساتھ قدیمی عمارات کی نگرانی اور حفاظت کے لیے اور تحقیق و تجسس کے لیے محکمۂ آثار قدیمہ قایم فرمایا۔ قدیم عمارات میں قلعہ گولکنڈہ، قلعہ دولت آباد۔ غارہائے ایلورا اور غارہائے ایجنٹہ خاص طور پر مشہور ہیں۔

اعلیحضرت کی سادگی اعلیحضرت باوجود ایک جلیل القدر اور عظیم الشان تاجدار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ذات خاص کے لیے بلا ضرورت قلیل سے قلیل خرچ بھی منظور نہیں فرماتے ملکی اشیاء کے استعمال اور رفروغ کا خاص لحاظ رکھتے ہیں۔ ہر وقت سادگی اور ایثار سے رعایا میں کفایت شعاری اور سادگی کی عملی مثال قائم کی جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء کو جبکہ شاہزادگان والاشان بعد عقد یورپ سے مراجعت فرمائے بلدہ ہوے تو رعایاے دکن نے اپنے ہر دلعزیز شاہزادگان کے استقبال کے لیے لاکھوں روپیہ جمع کرکے نہایت ہی شاندار اور عدیم النظیر تیاریاں شروع کیں لیکن ذات شاہانہ نے اس طرح روپیہ کا اسراف مناسب نہ سمجھا۔ اور جمع شدہ رقم کے نصف میں ایک شادی خانہ عام تعمیر کرکے بقیہ نصف غربا بیوگان اور یتیموں کی امداد میں صرف کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

اعلیحضرت کی پیروی میں امراء و روساء کا طبقہ بھی روز بروز سادگی کفایت شعاری اور ملکی ہمدردی کی جانب مائل ہو رہا ہے۔

دولت آصفیہ سے اسلامی حکومت کی ہزار سالہ روایات وابستہ ہیں اور ہمارا تمدن آج اسی وجہ سے باقی ہے۔

(محمد احمد خاں درانی ایڈیٹر جہانگیر)

دور عثمانی

نپولین کا یہ ادعا تھا کہ مجھے آیندہ نسلیں قانون نپولین کی وجہ یاد کرینگی۔ نپولین کا یہ دعویٰ صحیح ہو یا غلط لیکن سلاطین مغلیہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے تمام شاہ و شہریار ایسے بیسیوں دعوں کے مستحق تھے جن کے نمایاں اوصاف دانش اور تدبیر کے باعث آج تک تاریخ کے صفحات ان کے آئینہ دار ہیں۔ دولت آصفیہ آج اسی گزری ہوئی سلطنت مغلیہ کی آخری کڑی اور باقیات الصالحات ہے اگر ہم ہندوستان کے قطع نظر صرف تاجداران دکن ہی کے عہد بعہد خصوصیات پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو یقیناً برکات آصفیہ کے نام سے ایک نہایت ہی ضخیم تاریخ مدون ہو سکتی ہے پھر اس پر عہد عثمانی کا تتمہ نور اعلیٰ نور ہوگا۔ دور عثمانی جو شاہان دکن کا طغرائے امتیاز اور گزشتہ تاجداروں کے محاسن عطر مجموعہ ہے۔ حیدرآباد کی معاشی اور علمی ترقی کا ایسا مبارک دور ہے کہ آیندہ جس قدر بھی اصلاحی امور کی سر بفلک عمارتیں تیار ہونگی وہ ملک کی موجودہ تمدنی، معاشرتی اور اقتصادی ترقی کی بنیاد پر ہونگی۔ کسی ملک کی ترقی کے لیے جن اساسی امور کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے ان تمام امور کی طرف عہد عثمانی میں کامل توجہ ہوئی اور ایسی مضبوط بنیادیں قائم کی گئی ہیں کہ صدیوں تک اس دور کے کارناموں کی عظمت برقرار رہیگی اور آنے والی نسلیں انہیں نقوش پر گامزن ہونگی۔

مغلوں کے عہد حکومت نے ہندوستان میں عجیب علمی چہل پہل پیدا کر دی اور

اور ہندوستان ایک خاص تہذیب و تمدن کا نام لیوا ہوگیا۔ جب مغل حکومت کو زوال ہوا تو ہر طرف تاریکی پھیل گئی۔ لیکن حضرت آصفجاہ اول نے بڑی دانشمندی اور تدبر سے دکن کو سنبھال کیا جسکی وجہ سے حیدرآباد کو سارے ہندوستان میں ایک خاص رتبہ حاصل ہے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ حکومت کی بیدار مغزی کے ساتھ اہل ملک میں بھی ایک بیداری پیدا ہوجاتی ہے دورِ عثمانی کے آغاز کے ساتھ ہی حکومت اور عوام کی جانب سے اصلاحی امور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی۔ تعلیم اور حفظان صحت کا معقول انتظام بلدہ کی آرائش و تشکیل عدالتوں کی اصلاح رسل و رسائل کی ممکنہ سہولتیں۔ دفاتر و پائیگاہوں کی تنظیم زرعی ترقی غرض اسی قسم کے بیسیوں امور ہیں جن کی طرف اطمینان بخش طور پر توجہ ہوئی اور ترقی دی گئی۔

اس مبارک دور کا سب سے بڑا کارنامہ جامعہ عثمانیہ کی تاسیس ہے جو آئندہ تاریخ میں صدیوں تک سلطان العلوم کی زندہ جاوید یادگار رہیگی۔ آج سے ایکصدی قبل جب کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے برطانوی ہند میں تعلیم کی اشاعت کے متعلق تجاویز پر غور کیا تو لارڈ میکالے کی رائے کے مطابق انگریزی زبان ہی کو ذریعہ تعلیم مقرر کیا گیا۔ ہندوستانیوں کی صدائے احتجاج پر کسی نے توجہ نہیں کی لیکن دورِ عثمانی کی بدولت ہندوستان کی ایک صدی کی تمناؤں کو بار آور ہونے کا موقع ملا۔ اور جامعہ عثمانیہ کی بنیاد اعلیحضرت ظل سبحانی کے تخت نشینی کی یادگار میں قائم کی گئی اس جامعہ کے قیام سے ملک کو جس قدر فوائد حاصل ہوے ان کا بیان تحصیل حاصل ہے۔

اس مبارک عہد کا دوسرا زریں کارنامہ ممالک محروسہ کے وہ خزائن آب ہیں جن کی وجہ سے حیدرآباد کی عام معاشی خوشحالی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ انکی مختصر فہرست مع سنین تکمیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) عثمان ساگر ۱۳۲۶ف (۲) حمایت ساگر ۱۳۳۵ف (۳) پوچارم ۱۳۳۲ف (۴) رائن پلی ۱۳۳۳ف (۵) فتح نہر ۱۳۳۵ف (۶) پامیر ۱۳۴۵ف (۷) سنگو بھوپالم ۱۳۳۹ف (۸) نظام ساگر ۱۳۴۱ف۔

آخر الذکر اس قدر مہتم بالشان ہے کہ اس سے حیدرآباد کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے نظام ساگر صرف ممالک محروسہ کا سب سے بڑا مخزن آب ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں اسے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس تالاب سے جو نہریں نکالی گئی ہیں ان سے دو لاکھ بیس ہزار ایکر اراضی سیراب ہوتی ہے۔ نیشکر کی کاشت کو زیر نہر رائج کیا گیا۔ عنقریب کارخانہ شکرسازی کا قیام ہوگا اور ملک کو باہر سے شکر درآمد کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

بعض کاروبار ایسے ہوتے ہیں کہ حکومت کا ملک کے مفاد کی خاطر ان کو اپنے ہاتھ میں لینا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وسیع پیمانہ کے کاروبار میں ریلوں کا کاروبار بھی شامل ہے۔ چند سال قبل حکومت نے ریلوے کو جو ایک انگریزی کمپنی کے تحت تھی خرید لیا۔ اب ریلوے ہماری ہے۔

اندرون ملک تجارتی ترقی کے واسطے لازمی تھا کہ اضلاع میں زیادہ سڑکیں پل اور مسافر بنگلے ہوں چنانچہ گزشتہ پچیس سال میں ممالک محروسہ میں سیکڑوں میل سڑکیں بنائی گئیں۔ اب ایک ضلع سے دوسرے کو آسانی سے آمد و رفت ہوتی ہے۔ کئی مسافر بنگلے تعمیر کر دیے گئے اور مختلف پل بنائے گئے جن میں قابل ذکر ممالک محروسہ کا سب سے بڑا پل "سون برج" ہے جو دریائے گوداوری پر دو سال قبل تعمیر ہوا۔ اس کے بعد دوسرا پل مانجرا ندی پر نظام ساگر کے قریب تعمیر ہوا جس کی وجہ سے تلنگانہ اور مرہٹواڑی کے علاقوں کا گویا اتصال ہوگیا۔

علمی ترقی دربار کی سرپرستی کے بغیر مشکل ہے۔ حضرت ظل سبحانی کی علمی دلچسپیوں کی وجہ سے حیدرآباد میں ایک علمی فضا پیدا ہوگئی ہے اور آئے دن ہندوستان سے مختلف حصوں سے لوگ یہاں چلے آتے ہیں۔ سیاحوں کا کثیر تعداد میں آنا عالموں کی سیاحت اور بیرونی مقامات کے لیڈروں کے حیدرآباد کے سفر اس بات کا ثبوت ہیں کہ حیدرآباد ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں بہت آگے ہے۔ اور یہاں کی علمی فضا میں ایسی کشش ہے کہ لوگ جوق در جوق یہاں چلے آتے ہیں اور آج حیدرآباد مختلف النوع انسانوں کی بود و باش اور مختلف السنہ کی بول چال اور علوم و فنون کی آئے دن ترویج و اشاعت کے باعث عروس البلاد کہلاتا ہے۔

(عبدالباسط بیگ عثمانیہ)



شہزادی نیلوفر صاحبہ بیگم شہزادہ معظم جاہ بہادر



علیا شہزادی درِ شہوار دردانہ بیگم صاحبہ معہ فرزند ارجمند شہزادہ مکرم جاہ بہادر زاد عمرہ

اعلیٰحضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخاں بہادر بالقابہ تاجدار دکن دام اقبالہٗ

از:- امیر احمد (عثمانیہ) مولف جنتری ہذا

ولادت

اعلیٰحضرت سلطان العلوم کی ولادت باسعادت ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ ۲۹ اردی بہشت ۱۲۹۵ف م ۵ اپریل ۱۸۸۶ء شب سہ شنبہ حویلی قدیم میں ہوئی۔ ولادت کی تقریب میں مملکت آصفیہ کی اطاعت کیش رعایا نے عام طور پر خوشیاں منائیں۔ ہر دل فرط مسرت سے سرشار تھا۔ امراء۔ روسا و عمائدین ملک و ارکین دولت بارگاہ آصفی میں ہدیۂ تہنیت و مبارکباد کے لئے حاضر تھے۔ سلطنت آصفیہ کا ہر فرد شہزادۂ بلند اقبال کے لئے خلوص دل سے دعا مانگ رہا تھا۔ صدہا آنکھیں خاندان آصفیہ کے ہونہار چراغ کی دید کیلئے بیتاب تھیں۔ ملک کے چپہ چپہ سے مبارکباد کی صدائیں بلند ہوئیں۔ رعایا و سلطنت آصفیہ کی صدہا امیدیں اس ہونے والے تاجدار دکن سے وابستہ تھیں۔ والد بزرگوار اعلیٰحضرت غفران مکان (نواب میر محبوب علی خاں بہادر مرحوم) کے سایۂ عاطفت میں آپ نے پرورش پائی۔

نام و نسب

اعلیٰحضرت کا اسم گرامی نواب میر عثمان علیخاں بہادر آصفجاہ سابع ہے اور آپ کا سلسلۂ نسب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی عنہ کی عظمت و اقتدار سے کون مسلمان واقف نہیں۔

آپ کی رگوں میں اس عظیم الشان اسلام کے جاں نثار کا خون موجزن ہے جس نے اپنا تن، من، دھن سب کچھ مقدس مذہب کی خاطر نذر کر دیا۔ دوستی اور آقا پرستی کا ثبوت خوب ادا کیا۔ فدائیان اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اول ہے۔ ایثار و قربانی جیسی پاکیزہ صفات سے خدائے تعالیٰ نے حضور پر نور کو بھی آراستہ کیا ہے۔ اسلام کی حمایت آپ کا شیوہ ہے۔ ہر ایک قومی کام میں آپ دل کھول کر روپیہ صرف کرتے ہیں۔ بیجا مصارف کے سخت مخالف ہیں۔ انھیں خصوصیات کی بدولت آپ رعایا میں ہر دلعزیز ہیں۔

تعلیم و تربیت

اعلیحضرت غفراں مکاں نے آپ کی تعلیم کا بہترین انتظام کیا تھا اور ہر ایک فن کے لحاظ سے ایک اتالیق مقرر کیا گیا تھا۔ آپ کی اتالیقی کا فخر مولانا انوار اللہ خاں المخاطب بہ نواب فضیلت جنگ بہادر مرحوم، مولوی سید علی صاحب شوستری مرحوم و عماد الملک سید حسین صاحب بلگرامی مرحوم اور مسٹر ایجرٹن کو حاصل ہوا۔ سرکار کو انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ فرانسیسی وغیرہ علوم میں مہارت تامہ حاصل ہے فنون سپہ گری کے علاوہ فوٹو گرافی اور ڈرائنگ میں بھی ید طولیٰ حاصل ہے۔ خدا نے آپ کو لاجواب دماغ عطا کیا ہے اور بہت ہی قلیل عرصہ میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔ والدین کی عزت اور فرمانبرداری ہمیشہ آپ کا شعار رہا۔ ہر ایک معاملہ میں غور و خوض کے بعد اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرماتے ہیں۔ شعر و شاعری سے آپ کو بیحد دلچسپی ہے۔ آپ کا کلام ہر طبقہ میں مقبول ہو گیا ہے۔ کلام میں بیحد سلاست اور روانی ہے۔ آپ کا کلام جذبات اور احساسات کا مجموعہ ہوتا ہے مختصر یہ کہ خانوادۂ آصفی کے تاجدار شعراء میں آپ سے بڑھ کر بہتر و عمدہ کلام کسی کا بھی نہیں۔

تخت نشینی

۱۹ اگست ۱۹۱۱ء م ۴ رمضان ۱۳۲۹ھ کو حضرت غفراں مکاں اعلیحضرت میر محبوب علیخاں بہادر کے انتقال کے بعد اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر اورنگ آصفیہ پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ نواب میر یوسف علیخاں بہادر مخاطب بہ نواب سالار جنگ بہادر نبیرۂ نواب مختار الملک بہادر مرحوم و مغفور وزیر اعظم مقرر کئے گئے ۱۹۱۴ء سے وزارت کا کام بھی خود اعلیحضرت بہ نفس نفیس انجام دینے لگے۔ ۷ ارنومبر ۱۹۱۹ء میں ایک فرمان کے ذریعہ انتظام سلطنت ایک مجلس انتظامی کے سپرد کیا گیا جس کا نام باب حکومت قرار دیا گیا باب حکومت کیلئے

ایک دستور مرتب کیا گیا اور اس مجلس کے سات اراکین مقرر ہوئے اور ایک صدر جس کا نام صدر اعظم رکھا گیا۔

خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں ایک ایسا فرمانروا عطا فرمایا جس کی عنایات ہر شعبہ اور ہر ادارہ کے لئے خدا کی رحمت ثابت ہو رہی ہیں۔ آپ کی مسلمہ سخاوت اور دریا دلی سے ہر خطۂ عالم یکساں مستفیض ہو رہا ہے اور آپ کے تدبر فراست اور روشن خیالی سے زراعت صنعت و حرفت اور تجارت سے محکمے عروج پر ہیں۔ ملک کی معاشی حالت بہ نسبت غیر ممالک کے قابل فخر ہے۔ ہر سو رعایا خوش حال نظر آتی ہے جبکہ سارا عالم کساد بازاری کی زہریلی ہوا سے متاثر ہو رہا ہے۔ بہترین معاشی دماغ اس کے استیصال کے لئے لگے ہوئے ہیں۔ اقتصادی حالت نے بڑی بڑی راجدھانیوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ امریکہ جیسی متمول ترین حکومت حیران و پریشان نظر آتی ہے مگر بفضلہٖ دکن اس بلائے بے درماں سے اب تک محفوظ ہے اور خدا نے چاہا تو ہمیشہ مامون رہے گا۔ یہ سب کچھ حکیم السیاست کے تدبر کا نتیجہ ہے۔ بیروزگاری کا مسئلہ بھی ہماری مادر وطن میں عنقا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں روز افزوں ترقی ہے ہم اپنے ان داتا کے بے حد ممنون ہیں کہ ذات اقدس نے حالیہ فرامین کے صدور سے مادر جامعہ عثمانیہ کے سپوتوں کے حقوق محفوظ کر دئے ہیں۔ انہیں فرامین کی بدولت ملک کے لئے نئے فارغ التحصیل نوجوان ملک و مالک کی غیر متزلزل وفاداری کا ثبوت دینے کے قابل بن گئے۔ رعایا کی بہبودی ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہتی ہے اور فلاحی اغراض کے تحت ملک کے طول و عرض میں نئے محکمے قائم کر دئے گئے۔ آپ کے حسن انتظام سے تنخواہوں میں اضافہ اور محاصل میں تخفیف ہوتی جاتی ہے۔

ظل اللہ کی علم پروری نے ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو مدینۃ العلوم بنا دیا ہے۔ آپ کی دریا دلی اور علمی سرپرستی نے مختلف علوم و فنون کے فاضلوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا متعدد علماء و فضلاء دور دراز ملکوں سے بہ معاوضہ زر خطیر بلائے گئے جس کے سبب تمام علمی خزانے اردو میں منتقل ہو رہے ہیں زبان اردو اس علم نواز بادشاہ کے احسانات کو ہرگز نہیں بھلا سکتی۔

اعلیٰحضرت سلطان العلوم کے عہد زریں میں دو دا پر چار خاص طور پر ترقی پر ہے۔ سررشتۂ تعلیمات پر پہلے صرف پچیس تیس لاکھ خرچ ہوا کرتے تھے لیکن مفاد عامہ کے باعث اب اس کی وسعت میں تخمیناً ایک کروڑ روپیہ سالانہ کا خرچ منظور کیا گیا ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی آپ ہی کی جدت خیال کا نتیجہ ہے۔ سیکڑوں مدرسے

اس عہد زریں کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ ہر سررشتہ میں متعدد اصلاحات عمل میں لائی گئیں۔ لائق اور تجربہ کار سیاست داں عہدہ دار حکومت برطانیہ کے علاقوں سے لئے گئے۔ غرض رعایا کی فلاح وبہبودی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ ملک کی فضائے ادبی میں متعدد روزناموں اور رسالوں نے جگمگانا شروع کیا۔ سلطان العلوم کا کلام اکثر ماہانہ رسائل اور روزناموں کی زینت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ ہمارے تاجدار شاعر کے کلام بلاغت نظام میں جادو کا اثر ہے۔ بیرون ملک بھی علمی حلقوں میں ہمارے ممدوح کے کلام کی بیحد قدر کیجاتی ہے۔ ہم اپنی خوش نصیبی پر جس قدر ناز کریں بجا ہے کہ ایسے علم پرور بادشاہ کے زیر سایہ اپنی زندگی نہایت اطمینان وآسائش سے گذار رہے ہیں۔

زندہ باد اے حضرت عثمان علیخاں خلد اللہ ملکہٗ زندہ باد

حضرت اقدس کے حسن تدبر سے ملک امن کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ آپ کی مذہبی رواداری ضرب المثل بنگئی ہے۔ ہندو مسلم شیر وشکر ہیں، ہر مذہب وملت کے اصول وقوانین کو وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ بلا تفریق مذہب وملت سب کی مدد کیجاتی ہے۔ ہر غریب وامیر کے ساتھ یکساں برتاؤ نے آپ کو ہر دل عزیز بنا رکھا ہے۔ سلطنت کا انتظام، رعایا کی عام فلاح وبہبودی کا خیال بڑی بڑی ریاستوں کو مات کر رہا ہے۔ عظمت وشان، سطوت وجلال، شجاعت وسخاوت اور بیدار مغزی وہمت یہ ایسی صفتیں ہیں کہ جس سے سلاطین اور والیان ریاست ممدوح خلائق ہوئے ہیں۔ مگر درحقیقت شاہی اور ریاست اسی کو زیبا ہے جو رعایا کا محب وملک کا محبوب ہو۔ رعیت سے محبت رکھتا ہوا ور رعیت دل سے اس کو اپنا محبوب جانتی ہو۔ ہم نہایت فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اعلحضرت نے اپنے رحیمانہ اور رعادلانہ برتاؤ سے اپنی رعایا کے دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ ملک آپ پر فریفتہ ہے اور رعیت آپ پر فدا ہے۔ آپ کی طلعت زیبا دلوں کو زندہ کرتی ہے۔ آپ کا تخت رعایا کا دل ہے۔ آپ کی سلطنت لوگوں کے قلوب پر ہے۔ رعایا اور حکمران میں اس قسم کے تعلقات قائم ہونا اور حاکم ومحکوم میں اس قسم کی محبت اور الفت کا پیدا ہونا کوئی معمولی اور آسان بات نہیں ہے۔ دنیا کی کوئی سلطنت اور دنیا کی کوئی حکومت شاید مشکل سے ایسی نظیر پیش کر سکے گی کہ اس کی رعایا کو اس کے حکمران اور اس کے بادشاہ کیساتھ ایسی عقیدت مندی اور ایسی گرویدگی حاصل ہو جیسی کہ بفضل رعایائے دکن کو خسرو دکن کی

ذات ہمایوں کے ساتھ حاصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقائے ولی نعمت تمام رئیسوں سے ممتاز ہیں ہمارے بادشاہ کی حسن صورت و سیرت نے ساری رعایا کو دل و جان سے فدائی اور شیدائی بنالیا ہے۔ اگرچہ سطوت و جبروت سے بہت سے بادشاہوں نے حکومت کی ہے مگر آپ نے محبت اور اپنی سادہ زندگی اور رفاہ عام کے کاموں سے رعایا کے دلوں کو مسخر کرلیا ہے، یہاں کی رعایا پر بادشاہ پرستی کا مقولہ پورا صادق آتا ہے اور یہ شرف خاص دکن ہی کی رعایا کو حاصل ہے۔ آپ کا وجود رعایائے دکن کے لئے ابر رحمت ہے۔ ہندوستان کے لئے امیدگاہ، انگلستان کیلئے قوت بازو ہے۔ آپ اس قابل ہیں کہ رعایا آپ کی پرستش کرے اور دل سے آپ کو محبوب سمجھے۔ اور آپ پر جان و دل فدا کرے۔

اعلیحضرت قدر قدرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ کے دور حکومت میں دکن نے ملکی و مالی دماغی و اخلاقی، علمی و عملی ہر قسم کی ترقی کی ہے اور آپ کی فیاضی نہ صرف اپنی رعایا کیلئے مخصوص ہے بلکہ تمام ہندوستان و بیرون ملک پر آپ کا احسان محیط ہے۔

دکن کا قومی ترانہ

تا ابد خالقِ عالم یہ ریاست رکھے	تجھ کو عثماں بصد اجلال سلامت رکھے (آمین)
جیسے تو فخرِ سلاطیں ہے بفضلِ یزداں	یوں ہی ممتاز ترا دورِ حکومت رکھے
آل و اولاد کو اللہ دے عمرِ خضری	اُن سے آباد ترا خانۂ دولت رکھے
جودِ حاتم رہے شرمندۂ احساں تیرا	عدلِ کسریٰ کو خجل تیری عدالت رکھے
خندہ زن صورتِ گل تیرے ہوا خواہ رہیں	تیرے قدموں پہ عدو فرقِ اطاعت رکھے
سب رعایا کو تری سالگرہ کی تقریب	با نشاط و طرب و عیش و مسرت رکھے

بنکے ساقی ترا اقبال نظام سابع
تجھ کو صہباکشِ خمخانۂ عشرت رکھے

ملّت کے سوادِ اعظم کی آواز

تاجدار دکن اعلیٰحضرت میر عثمان علیخاں مدظلہ العالی کے گوش حق نیوش کیلئے

حضرت مولانا ظفر علیخاں صاحب مدیر روزنامہ زمیندار

اے کہ تیرے نام کا ڈنکا بجاتا ہے دکن ۔۔۔ اے کہ تیری ذات ہے فخرِ سلاطینِ زمن
اے کہ تیرے قصرِ دولت پر ہوئی پرتو فشاں ۔۔۔ دینِ پیغمبرؐ کے عالمتاب سورج کی کرن
اے کہ تجھ سے ہے روایاتِ سلف کی آبرو ۔۔۔ اے کہ تو نے کر دیا ہے زندہ آئینِ کہن
اے کہ تیرے سر میں ہے سودائے حبِّ اہلِ بیت ۔۔۔ اے کہ تیرے دل میں پیوست عشقِ پنجتن
مجھ کو بھی آلِ عبا سے ہے ارادت بے حساب ۔۔۔ میری گردن میں بھی ہے اُس کی عقیدت کی رسن
میں بھی ہوں ابن ابی طالبؓ کا اک ادنیٰ غلام ۔۔۔ میری آنکھوں میں ہے جن کی سطوتِ مرحب فگن
اور پکار اٹھتا ہوں میں بھی لا فتیٰ الا علیؓ ۔۔۔ جب کسی میدان میں گھمسان کا پڑتا ہے رن
میرے اس مضمون کو لیکن چاہیئے وسعت کچھ اور ۔۔۔ جس کی گنجائش نکالے گا میرا دیوانہ پن
میں ابوبکرؓ و عمرؓ پر بھی ہوں سو جاں سے نثار ۔۔۔ مجھ سے سیکھے کوئی ان کے نام چمکانے کا فن
گنبدِ خضرا شہادت دے رہا ہے آج تک ۔۔۔ پائنتی ہے خواجۂ کونین کی ان کا وطن
لرزہ ہو جاتا تھا طاری کفر کے اندام پر ۔۔۔ ابروئے صدیقِ اکبرؓ پر جو پڑتی تھی شکن
جب عمرؓ کا نعرۂ مستانہ ہوتا تھا بلند ۔۔۔ نشہ ہو جاتا تھا روما و ورا ایراں کا ہرن
اس میں بوبکرؓ و عمرؓ ہوں یا ہوں عثمانؓ و علیؓ ۔۔۔ سب کی خوشبو سے مہکتا ہے خلافت کا چمن
زندہ و پائندہ ہے وہ دل الیٰ یوم التناد ۔۔۔ جس میں ان چاروں کی الفت کا ہے دریا موجزن

یہ سوادِ اعظم اسلام کی آواز ہے
اے کہ تیرے نام کا ڈنکا بجاتا ہے دکن

حیدرآباد کی مختصر تاریخ

از ۔ محمد امیر احمد (عثمانیہ) مولف جنتری ہذا

شہنشاہ اورنگ زیب کی دوررس اور مردم شناس نگاہوں نے خاک ہند سے گراں قدر جواہر ڈھونڈ نکالے۔ جن میں ایک عابد قلیچ خاں آصف جاہ اول کے دادا اور شاہی افواج کے سپہ سالار تھے۔ شہنشاہ کے ساتھ دکن آئے اور اپنی بہادری اور جرأت ڈھاک بٹھادی۔ شہنشاہ کے انتقال کے بعد بہادر شاہ اور محمد اعظم میں تخت حاصل کرنے کی تمنا میں جنگ ہوئی مگر بہادر شاہ کامیاب رہا۔ یہ زمانہ سازشوں کا تھا۔ بہادر شاہ کاہل، عیش پرست اور لاپروا تھے، یہی وجہ تھی کہ ایک بادشاہ تخت پر بیٹھتا اور دوسرا اُتار دیا جاتا، یہ لوگ اُمرا اور خصوصاً سید بھائیوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی کی طرح تھے، جو اپنی غرض سے جسے چاہتے تخت پر بٹھاتے اور جس کو چاہتے تخت سے اُتار دیتے۔ دربار دہلی میں اس زمانہ میں ایک جماعت نواب چین قلیچ خاں کی اور دوسری سید برادروں کی۔ ان بھائیوں کا اثر بادشاہ پر زیادہ تھا۔ پھر بھی ہر وقت انھیں اس بات کا دھڑکا لگا رہتا تھا کہ نواب چین قلیچ خاں کی مخالفت کچھ رنگ ضرور لائے گی۔ کیونکہ نواب صاحب راہ راست پر تھے۔ سید چاہتے تھے کہ کسی طرح انھیں پایۂ تخت سے دور کر دیا جائے۔ آخر کار انھوں نے بادشاہ کو آمادہ کیا کہ انھیں دکن کا صوبہ دار بنا کر بھیج دیا جائے، بادشاہ نے نواب خان کو نظام الملک آصف جاہ کا خطاب سرفراز فرما کر دکن رخصت کر دیا۔ اورنگ آباد

اور ملک کی ابتر حالت کو درست کرنا شروع کیا۔ سید برادران کو اب بھی چین نہ آیا اور انھوں نے فرخ سیر کو مجبور کر دیا کہ نواب نظام الملک کو مراد آباد جیسے چھوٹے صوبہ کا صوبہ دار بنایا جائے۔ ادھر مرہٹوں نے سر اٹھایا اور جدید صوبہ دار سے چوتھ کا مطالبہ کیا جسے منظور کر لیا گیا۔ کیونکہ مراد آباد دلی سے قریب ہے لہذا سیدوں نے نظام الملک کا خطرہ محسوس کر کے انھیں مالوہ کی صوبہ داری پر بادشاہ سے حکم لے کر بھجوا دیا۔ بہت سے امرا جو پایہ تخت کے حالات سے پریشان اور بدظن تھے سید برادروں سے نفرت کرنے لگے، اور آصف جاہ کے ہمراہ ہو گئے۔ محمد شاہ کی دادی یعنی بہادر شاہ کی ملکہ نے نظام الملک کو دکن جانے اور قبضہ کرنے کا مشورہ دیا۔ یہاں سید برادروں کی طرف سے برہانپور کے قریب عالم علی خاں نے مقابلہ کیا اور مارا گیا۔ امیر الامرائی کا خاتمہ ہوتے پر نظام الملک نے بادشاہ کے آگے ہتھیار ڈال دئے۔ بادشاہ نے آصف جاہ کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور دلی کی سازش دیکھ کر دل شکستہ دکن واپس آئے اور سنہ ۱۷۲۴ء میں حیدر آباد کو پہنچ گئے۔ سلطنت آصفیہ کا اسی زمانہ سے آغاز ہوتا ہے۔ اس عہد میں مرہٹے سارے دکن میں لوٹ مار کیا کرتے تھے اور ان کے جتھے دلی تک پہنچنے لگے تھے۔ نظام الملک کو ان کا مقابلہ بہت استقلال اور جواں مردی سے کرنا پڑا۔ اس زمانہ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے بھی دکنی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا جس سے ایک خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ناصر جنگ شہید ایک ایسی ہی سازش کا نشانہ بنے۔ اس کے بعد سے انگریزوں اور فرانسیسیوں نے علانیہ دخل اندازی شروع کر دی۔ ۱۷۴۸ء سے ۱۷۶۱ء تک بلا کا پُر شور و شر زمانہ گزرا ہے۔ اس مختصر دور میں یکے بعد دیگرے تین حکمران نواب ناصر جنگ، نواب مظفر جنگ اور نواب صلابت جنگ تخت پر بیٹھے۔ اس زمانہ میں روز بروز فرانسیسیوں کا اثر دکن میں بڑھتا رہا اور اُن کو بہت سی مُراعات حاصل ہوئیں۔ یہ لوگ دکن کے ایک حکمران کو دوسرے کے خلاف لڑا دیتے اور جس کا ساتھ دیتے اس سے روپیہ یا مفتوحہ علاقہ کا کوئی زرخیز حصہ وصول کر لیتے۔ اس طرح رفتہ رفتہ جزیرہ نمائے دکن کے وسیع علاقہ میں سے اکثر علاقے خاندان آصفیہ کے ہاتھ سے نکل گئے اور اس پر انگریز یا فرانسیسی قابض ہو گئے، مگر بہت جلد انگریزوں نے مختلف تدابیر سے فرانسیسیوں کے اثرات کو زائل کر دیا۔ اسی وقت سے سرکار آصفیہ اور حکومت انگریزی میں معاہدات شروع ہوتے ہیں۔ چونکہ نواب صلابت جاہ کے خلاف دربار میں

ایک جماعت پیدا ہوگئی تھی، اسی سبب سے ان کی بجائے آصف جاہ ثانی نواب میر نظام علی خاں بہادر
۱۷۶۲ء میں تخت نشین ہوئے اور ۱۸۰۳ء تک حکومت کی۔ ان کے زمانہ میں انگریزوں سے ایک
معاہدہ کی بنا پر سلاطین آصفی کا اثر کرناٹک کے علاقہ سے اٹھ گیا۔ طرفین میں یہ وعدہ ہوا کہ وقت ضرورت
ایک دوسرے کی مدد کیا کریں گے۔ اس معاہدہ سے حیدرآباد میں رزیڈنسی کی ابتدا ہوئی ہے۔
رزیڈنٹ کا کام یہ تھا کہ وہ انگریزوں کے سفیر کی حیثیت سے رہے۔ اور سرکار نظام کے مقاصد
کمپنی بہادر تک پہنچایا کرے۔ سرکار آصفیہ نے ہمیشہ اپنا فرض سمجھا کہ معاہدہ کی پابندی ہوا کرے
چنانچہ دولت آصفیہ نے انگریزوں کے دشمنوں کے خلاف ہمیشہ اپنے حلیف کا ساتھ دیا لیکن حالات کے
مطابق کمپنی بہادر کا مسلک بدلتا رہا۔ اسی وجہ سے سلطنت آصفیہ کا کثیر نقصان ہوتا رہا۔ سرکار آصفیہ
اور فرانسیسیوں میں پھر ایک بار یکجہتی پیدا ہونے لگی۔ فرانسیسیوں کی بدقسمتی سے موسیو ریموں کا جانشین
نااہل ثابت ہوا، ادھر ولزلی نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ہندوستانی ریاستوں کو کمپنی بہادر کے
تحت بنا کر رہے گا۔ اسی مسلک کے تحت اس نے پھر سلطنت آصفیہ سے تعلقات پیدا کر کے
فرانسیسیوں کو اپنے رزیڈنٹ کرک پیٹرک المخاطب بہ حشمت جنگ کے ذریعہ دربار آصفی سے
نکال باہر کیا۔ سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد کمپنی کا کوئی زبردست رقیب نہ رہا تھا اس لئے
اس نے اپنے حلیف یعنی سرکار نظام پر پابندیاں عائد کرنی شروع کیں، چنانچہ اب وہ مجبور کئے گئے کہ
کمپنی کی منظوری کے بغیر کسی ریاست سے جنگ کریں گے نہ صلح۔ نواب آصف جاہ ثانی کے انتقال پر
۱۸۰۳ء میں نواب سکندر جاہ میر اکبر علی خاں بہادر مسند نشین ہوئے، شاہ عالم بادشاہ دہلی کے
پاس سے فرمان صوبہ داری آیا جس کا بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا گیا۔ اس زمانہ میں
مرہٹوں اور انگریزوں میں جنگ ہوئی جس میں آپس کی نااتفاقی کے سبب مرہٹوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔
اور انھوں نے ایک بڑا علاقہ کمپنی کے حوالے کر دیا جس میں سرکار آصفیہ کو برار، دولت آباد اور جالنہ
واپس مل گئے۔ کمپنی بہادر نے بہت ... دربار آصفی میں عمل دخل پیدا کر لیا کہ یہاں انگریزوں کی طرف
ایک فوج رہنے لگی جس کے اخراجات کا بار خزانۂ آصفی پر ڈال دیا گیا۔ مالی خرابیوں کی وجہ سے
پامر کمپنی سے قرض لینا پڑا ... پر سود تیزی سے بڑھنے لگا۔ اس قرض نے حیدرآباد کو ناقابل برداشت
نقصان پہنچایا۔ حیدرآباد کی اعانتی فوج کی ... کے لئے نواب سکندر جاہ بہادر نے ...

آباد کیا۔ نواب سکندر جاہ کے جانشین نواب ناصر الدولہ بہادر ۱۸۲۹ء میں مسند آرائے سلطنت ہوئے۔ مگر ملک کی مالی حالت نہایت ابتر تھی۔ رعایا پریشان حال، خزانہ خالی، مزید برآں بارکمپنی کا سود در سود، آخر کار ڈلہوزی گورنر جنرل ہند نے ۱۸۵۳ء میں ایک معاہدہ کے تحت رقم کے معاوضہ میں صوبہ برار حاصل کر لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت کا زرخیز ترین حصہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ نواب ناصر الدولہ بہادر کے انتقال پر ۱۸۵۷ء میں نواب افضل الدولہ بہادر جانشین ہوئے، اسی زمانہ میں ہندوستان میں کمپنی کی مخالفت کا بازار گرم ہوگیا مگر سلطنت آصفیہ کے رکن اعظم نواب سرسالار جنگ بہادر کی وفادارانہ حسن تدابیر اور دور اندیشی کے سبب دکن ہر بلا سے محفوظ رہا۔ آصف جاہ خامس نے فوج اور مالی امداد سے سلطنت برطانیہ کا ساتھ دیا جس کا ذکر تاریخ ہند کے صفحات پر ہمیشہ سنہری حرفوں میں لکھا جاتا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد جب خاندان مغلیہ کا چراغ گل ہوگیا تو ریاست ابد مدت حیدرآباد میں آصفی سکہ کا رواج ہوا جس پر تاجدار دکن کا نام کندہ رہا کرتا تھا، رفتہ رفتہ ملک میں نئے نئے محکموں کا قیام عمل میں آیا اور جدید قوانین نظم ونسق مرتب کیے گئے۔
۱۸۶۹ء میں اعلیحضرت غفراں مکاں نواب میر محبوب علی خاں بہادر بعمر تین سال سریر آرائے اورنگ آصفیہ ہوئے۔ اس دور میں صوبہ برار کے واپس لینے کی کوشش کی گئی۔ اسی سلسلہ میں نواب سرسالار جنگ بہادر عازم انگلستان ہوئے مگر ناکام واپس آنا پڑا۔
۱۹۰۲ء میں لارڈ کرزن نے برار کا دوامی پٹہ لکھوالیا اس دور سے نئی نئی اصلاحات شروع ہوئیں۔ اور انتظامی خرابیوں کا حتی الوسع سدباب کیا گیا حضرت غفراں مکاں کو اپنی رعایا سے بیحد محبت تھی۔ موسیٰ ندی کے سخت طغیانی کے وقت جبکہ سارا شہر بہنے کو تھا اور رعایا زار خانما برباد، پریشان حال عجیب ناگفتہ بہ حالت میں تھی ایسے نازک وقت مغفرت مآب تاجدار دکن نے خزانوں کے منہ کھول ڈالے اور فلک کے ہاتھوں ستائی ہوئی ہستیوں کی بے دریغ مالی امداد کی گئی۔ شاہی محلات کو اپنی عزیز رعایا کی بود و باش کے لئے وقف فرمادیا گیا، یقیناً غفراں مکاں کی یہ عدیم المثال رعایا پروری تاریخ دکن میں آب زر سے لکھی جانی چاہیئے۔

۱۹۱۱ء میں ہمارے آقائے ولی نعمت حضور پرنور نواب میر عثمان علی بہادر دام اقبالہ سلطان العلوم آصف جاہ سابع تاجدار دکن کی تخت نشینی کی رسم شاہانہ تزک و احتشام کیساتھ منائی گئی۔ وہ ساری صفتیں جنہیں ہر عہد میں ہر بادشاہ کی ذات سے وابستہ کیا جاتا ہے اور جن کا وجود محض الفاظ ہی تک محدود رہا کرتا ہے۔ اس بادشاہ کے عہد میں عملی جامہ پہن کر نظر آنے لگیں۔ اگر ان سارے انتظامات کا تذکرہ کیا جائے تو کئی ضخیم کتابیں درکار ہوں گی چونکہ تاجدار دکن کے امور نظم و نسق کے بیان کرنے میں قلم قاصر ہے۔ ہم اس وقت چند اہم امور کے تذکرہ ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ کو خدائے تعالی نے بڑا روشن دل و دماغ عطا کیا ہے۔ حضرت اقدس کو سیاست اور امور سلطنت سے خاص طور پر فطرتاً دلچسپی ہے۔ باوجود شاہی فرائض کا بار سنبھالتے ہوئے حضرت اقدس نے چند سال تک مدار المہامی کا فریضہ بہ نفس نفیس ادا کیا۔

بندگان عالی کے بعد صفات اور انتظامی امور کا تذکرہ چند مختلف نظریوں کے تحت کیا جاتا ہے تاکہ قارئین اندازہ کرلیں کہ کامیاب بادشاہ کے لئے کن کن امور سے متصف رہنے کی ضرورت ہے۔ جدید دور کی جمہوریت اور سوشلزم کے اصول کے تحت صرف عوام کی فلاح و بہبود کے کارنامے مستتر نظر آتے ہیں۔ ہم یہاں پر چند اصول قائم کرکے کامیاب بادشاہت پر روشنی ڈالیں گے۔

کسی قوم اور ملک کو روشن خیال اور متمدن بنانے کے لئے تعلیمی ترقی، جدید آئین حکومت، امن عامہ اور زراعت کا اچھے پیمانہ پر کیا جانا لازمی ہے۔ کیا متذکرہ اصول کی جھلکیاں ہماری مادر وطن میں نظر نہیں آتیں؟ کون انکار کرسکتا ہے کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت بلاشبہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے بہتر ہے۔ ہزاروں تحتانیہ مدارس چھوٹے بڑے موضعوں میں پھیل چکے ہیں۔ دور عثمانی کا زرین کارنامہ تعلیمی ترقیوں سے بڑھ کر شاید ہی کوئی دوسرا ہو۔ متمدن اور ترقی یافتہ قوم کا ہر فرد لکھ پڑھ ضرور سکتا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ہمارا ملک دنیا کے متمدن اور ترقی یافتہ ممالک کے دوش بدوش نظر آئے گا۔ حضرت اقدس کے مبارک عہد میں ملک کی مالی حالت نے شاندار پلٹا کھایا۔ مالگزاری، کروڑگیری اور آبکاری جیسے محکموں سے امید افزا مالی اضافہ ہونے لگا۔ اس ریاست کی مالی حالت کسی زمانہ میں اس قدر ابتر تھی کہ پارکینی سے قرض لے کر فوج اور

عملہ کی تنخواہیں ادا کی جاتی تھیں۔ اب مختصر یہ کہ آمدنی زیادہ ہے اور خرچ کم۔ کون نہیں جانتا کہ اعلیٰحضرت بندگان عالی کا شمار دنیا کے متمول ترین افراد میں کیا جاتا ہے۔ ہمارے تاجدار کی امارت کا تذکرہ یورپ اور امریکہ کے ایوانوں میں کیا جاتا ہے ع کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔

حضرت اقدس نے محکمہ تعلیمات کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائی۔ سلطان العلوم نے اپنی دلچسپی نہ صرف اسی حد تک محدود رکھی بلکہ ملکی نوجوانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک جامعہ کا قیام عمل میں لانے کا حکم صادر فرمایا جسے دنیا جامعہ عثمانیہ کے قابل احترام نام سے یاد کرتی ہے۔ اس کے ہونہار تعلیم یافتہ سپوتوں کی ذہانت اور ذکاوت کے تذکرے مغرب کی جامعاتی رپورٹوں میں جس شاندار پیرایہ میں ہوا کرتے ہیں قابل تحسین ہیں۔ انھیں واقعات کے تحت نہ صرف اہل دکن بلکہ ہندوستان کے باشندوں کو اس بات کی توقع ہے کہ جامعہ عثمانیہ براعظم ایشیا کی واحد جامعہ ثابت ہوکر رہے گی۔

سلطان العلوم نے غیر زبانوں کے بیش بہا خزانوں کو اردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے ایک محکمہ قائم فرمایا ہے جس کو علمی طبقہ میں بڑی شکر گزاری کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اس محکمہ کا نام دارالترجمہ و تالیف جامعہ عثمانیہ ہے، جہاں ہزاروں علوم و فنون کے بیش بہا خزانے غیر زبانوں سے اردو میں منتقل کئے جاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ محکمہ اپنی نوعیت کا پہلا محکمہ ہے جو حکومت کی امداد سے قائم ہوا۔

اس کے علاوہ حکیم السیاست سلطان العلوم بیرونی تعلیمی اداروں کو بھی مالی امداد سے سرفراز فرماتے ہیں۔ جہاں پناہ کے فیض سے ہندوستان اور یورپ کے اکثر تعلیمی ادارے نہایت اطمینان سے اپنا کام کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی تاجدار ایسی علم نوازی کی مثال پیش کرسکے۔ اس تاجدار شاعر کا کلام خاص طور پر قابل ذکر ہے اس وجہ سے نہیں کہ ہر دلعزیز بادشاہ کا کلام ہے بلکہ اس سبب سے کہ اعلیٰحضرت مدظلہ کو شاعری کی ہر صنف پر یکساں قدرت حاصل ہے تاجدار سخن کے ہندی دوہرے، فارسی غزلیں اہل زبان مستند مانتے ہیں۔ ظل اللہ کی اردو شاعری کی خصوصیت درد اور رنگینی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک برہیت پجاری اپنے من کے لگن کی

اگنی کو اشعار کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ المختصر تاجدار سخن ہر لحاظ سے پُرگو کہلانیکے مستحق ہیں۔ اس میں شاعرانہ نقلی نہیں بلکہ نثری حقیقت ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں موقع نہیں کہ والی دکن کے شاعرانہ خوبیوں کو اجاگر کیا جائے ورنہ تنقید کی روشنی میں تاجدار سخن کے گہر بار کلام کے آبدار موتیوں کو پرکھا جانیکا شرف حاصل کیا جاتا۔

حضرت اقدس و اعلیٰ نے محکمہ جات صنعت و حرفت، آبپاشی کے ذرائع کی وسعت میں دلچسپی لے کر متمدن اور ترقی یافتہ ممالک پر یہ ثابت فرما دیا کہ یہیں ایسا روشن خیال، مدبر، حکیم السیاست، رحمدل اور روشن دماغ، حاتم دوراں اور رعایا پرور بادشاہ نصیب ہوا جس کے سایہ عاطفت میں رعایا امن و چین کی زندگی بسر کر رہی ہے کیا دنیا کی کوئی مملکت اپنے موازنہ کو فخریہ طور پر پیش کر سکتی ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ جدھر دیکھو آمدنی کم خرچ زیادہ کا شور و غل مچا ہوا ہے۔ تاجدار دکن نے اپنی دریا دلی سے مسلسل کئی سال سے زر لگان میں معافیاں دیں اس کے باوجود ہماری حکومت کی بجٹ بفضل تعالیٰ اُمید آفریں ضرور ہے۔ شاد باد اے حضرت عثمان علیخاں شاد باد

مدح سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ

حب شہ تعویذ ہے حفظ دل و جاں کے لیے
کیوں نہ ہو حب وطن لازم ہے انساں کے لیے

شاہ ہے اپنا نگہباں ہم نگہبان شاہ کے
کیوں نہ ہوں قربان ہم اپنے نگہباں کے لیے

روز افزوں ہو رہا ہے ملک کا حسن و جمال
پھول کیا کیا کھل رہے ہیں اس گلستاں کے لیے

زور بازوے علیؓ اور مال عثمان غنیؓ
ہیں یہ دونوں وقف عثمان علی خاں کے لیے

عمر نوح اور اکبری اقبال حاصل ہو تجھے
دل سے کرتا ہوں دعا یہ شاہ عثماں کے لیے

(از عبد السلام ذکی)

شہنشاہِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
کی
سلور جوبلی

ہے بہار نوشۂ عثماں کی سلور جوبلی
ہے سرور افزا شہ شاہاں کی سلور جوبلی

کیوں نہ اس تقریب میں ہم شوق سے خوشیاں منائیں　　کیوں نہ ظل اللہ کی تعریف کے ہم گیت گائیں
کیوں نہ آپے سے ہوں باہر کیوں نہ ہم دھومیں مچائیں　　کیوں نہ خوش ہو کر خوشی کے شادیانے ہم بجائیں

ہے بہار نوشۂ عثماں کی سلور جوبلی
ہے سرور افزا شہ شاہاں کی سلور جوبلی

اے دکن شہ نے تجھے کیا رتبۂ اعلیٰ دیا　　تھا کہاں اور تھوڑے عرصہ میں کہاں پہنچا دیا
پھونک کر اک روح تازہ پھر تجھے گرما دیا　　سوچ تو الطاف شاہی نے تجھے کیا کیا دیا

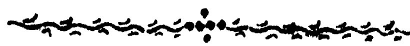
ہے بہار نوشۂ عثماں کی سلور جوبلی
ہے سرور افزا شہ شاہاں کی سلور جوبلی

لطف حق سے جوبلی اس شاہ کی ہو بار بار　　اے ذکی پھر قبضۂ سلطاں میں آ جائے برار
جب تلک آیا کرے گلزار عالم میں بہار　　خضر کے مانند عمر شہ ہو بے حد و شمار

ہے بہار نوشۂ عثماں کی سلور جوبلی۔
ہے سرور افزا شہ شاہاں کی سلور جوبلی

(از عبد السلام ذکی)

غزل



یوں تو پسند عشق ہیں ہجر میں اشکباریاں ‏ ‏ آج مگر میں کیا کہوں کیسی ہیں بیقراریاں

عشق تھا حسن پر فدا حسن کو قدر عشق تھی ‏ ‏ کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں کیسی تھیں ہم میں یاریاں

آپکی دلنوازیاں لائق صد ہزار شکر ‏ ‏ قابل نذر جان و دل آپکی پاسداریاں

ان کو ہے میری آرزو دکھاؤ تو قسم نامہ بر ‏ ‏ اُن کو پسند آگئیں کیا میری جاں نثاریاں

جل گئے ہیں دل و جگر جان حزیں بھی خوش نہیں ‏ ‏ دشمن زندگی ہوئیں حسن کی غمزہ کاریاں

ظلم و ستم کوئی کرے اور کسی کا نام ہو ‏ ‏ آگئیں کام آپکے چرخ کی پردہ داریاں

آنکھ ہے بادہ آفریں ساقی مست حسن کی ‏ ‏ لائق عفو و درگزر ہیں مری میگساریاں

آپ ہی کا ہے مبتلا بسمل وحدت آشنا ‏ ‏ اس پہ ہے کس لئے گماں کیوں ہیں نگہ داریاں

از سید امین الحسن صاحب صفوی زائد سشن جج گلبرگہ

غزل

ادیبہ باکمال مسز صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ

کردے مجھکو میرے کاموں میں خدایا کامیاب
میں قدم جسمیں رکھوں ہو کام میرا کامیاب

دیکھکر دشمن مرے حیران ہیں ہر کام کو
رشک ان کا بڑھ گیا مجھکو جو دیکھا کامیاب

آئینگے گھر میں مرے شاہ دکن جبدن تو لا
میں سمجھ لوں گی ہوا قسمت کا [illegible] کامیاب

دیکھکر میں شاہ کو کیا نذر دوں حیران ہوں
اک قلم ہے ہاتھ میں جس نے بنایا کامیاب

میں نے رکھا ہے بھروسہ اک خدا کی ذات پر
اسنے اپنے فضل سے مجھکو بنایا کامیاب

ہے یہ میری آرزو جاؤں مدینہ کو کبھی
ہے یقیں مجھکو کرینگے میرے مولا کامیاب

میرے مولا میرے ہادی میرے رہبر ہیں علیؑ
مشکلیں آسان کردیں اور بنایا کامیاب

یا علی پہنچی نجف کی سرزمیں میں جب گھڑی
ہوگئی خوش دیکھکر دربار مولا کامیاب

قوم کی کرتے ہیں خدمت ہے حیا کی یہ دعا
کام جو کچھ وہ کرے خالق ہو سارا کامیاب

عقیدت کے اجزائے اصلی
خلوص و محبت

حیدرآباد دکن مشہور طغیانی ۱۸ف کے بہت پہلے حضرت غفران مکان کے عہد جہانبانی میں میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ افضلگنج کے مشہور محلہ میں سیٹھ موتی لال کا دو منزلہ مکان تھا جس میں کرایہ سے ہم بھائی بہنیں اپنی بیوہ والدہ محترمہ کیساتھ رہتے تھے اس زمانہ میں افضل گنج کی سڑک اپنی دھما دھمی کے لحاظ سے شہر کے چوٹیونکی سڑکون میں تھی۔ لب سڑک بالاخانہ کے چوڑی چکلی کھڑکیاں تھیں سبز چلمیں پڑی رہتی تھیں۔ یہہ کھڑکیاں ایک لمبی اور چھ فٹ چوڑی گلیاری میں تھیں جن کے مقابل متعدد کمرے تھے۔ گلیاری کے جس حصہ میں والدہ مرحومہ کی چوکی بچھی رہتی تھی اس کے متصل ان کا سکونتی کمرہ اور اس کمرہ کے پہلو میں ذرہ ہٹکر اُن کا باورچیخانہ تھا والدہ مرحومہ اس چوکی پر ایک کھڑکی کے پاس اپنے جانماز و تسبیح کیساتھ اکثر تشریف فرما رہتی تھیں۔ ۶۰-۶۲ کا سن تھا مگر پرانی ہڈیاں تھیں۔ تقریبًا گھر کا سارا کاروبار اپنی ذات سے اور اپنی نگرانی مین کرتی تھیں۔ چلنے پھرنے میں کبھی تکان نہیں ہوتا تھا۔ یہہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت جہان پناہ خلد اللہ ملکہ "صاحبزادہ صاحب ولیعہد بہادر" نے والدہ مرحومہ ہمیشہ "صاحبزادہ صاحب" کہا کرتی تھیں۔ حضرت ولیعہد بہادر تقریبًا روزانہ سہ پہر کو کنگ کوٹھی مبارک سے اندرون بلدہ بگھی پر سواروں کے ساتھ ہواخوری کیلئے تشریف لیجاتے تھے اور قبل مغرب مراجعت فرمائی ہوتی تھی۔ ان اوقات میں والدہ مرحومہ کا اپنی چوکی پر بیٹھا رہنا لازمی تھا۔ وجہ یہہ تھی کہ جب ولیعہد بہادر کی سواری مبارک سڑک سے گذرتی تھی تو وہ دعاؤں کا سلسلہ شروع کرتی تھیں اور جب مراجعت فرمائی ہوتی تھی تو اس وقت تک تسبیح سے فراغت کرکے ذرہ منہ چلمن سے قریب کرکے پھونکتی تھیں۔ ہم بھائی بہنیں مُسکرا کے

پوچھتے تھے کہ یہہ آپ کیا کرتی ہین۔ فرماتی تھیں اور عجیب موثر صداقت سے فرماتی تھیں کہ "میرے پادشاہ زادے کو کہین کسی کی نظر نہ لگے اس واسطے میں روز تسبیح پڑھ کے پھونکتی ہوں" اگر اتفاق سے سواری مبارک کے وقت کہیں اور ہوتیں تو اُن کی خاص لونڈی آواز دیتی تھی کہ "بیوی سواری آرہی ہے" وہ فوراً آجاتی تھیں اور عجیب والہانہ طریقہ پر سواری مبارک دیکھتے ہی دعاؤں کا تار باندہ دیتی تھیں اور بلائیں بھی لیتی تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ رات کو سونے کے قبل میں صاحبزادہ صاحب" کے پلنگ کا تصور کر کے دستک بھی دے دیتی ہون اور اس مین برسوں کبھی فرق نہیں آیا۔ اُن کی دستک یہہ تھی جو بلند آواز سے رات کو سونے کے پہلے دیا کرتی تھیں اور شہادت کی انگلی سے حصار کر دیا کرتی تھین۔

پیش علیؑ پشت محمدؐ راست حسنؑ چپ حسینؑ

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

اُن کی اس عقیدت مین عجیب قسم کا خلوص نمکخواری تھا حضرت ولیعہد بہادر جب رونق افزائے تخت شاہی ہوئے تو مین والدہ مرحومہ کی خوشی کا عالم نہین بیان کر سکتا۔ ان کے انتقال پانچسال ہوئے ہیں۔ اب عرصہ سے اپنے ذاتی مکان واقع کٹلمنڈی میں سکونت تھی یہان پہلادہ افضل گنج کے بالاخانہ والا مکان کہاں۔ تو وہ ہر دوچار مہینہ مین فرمایش کرتی تھیں کہ میں سواری مبارک دیکھونگی۔ میں اُن کو موٹر پر سوار کرا کے عابد کی شاپ کے پاس موٹر ٹھیرا دیتا تھا اور حضرت ظل سبحانی سہ پہر کو جب پرانی حویلی تشریف لیجاتے ہیں اس وقت سواری مبارک کو وہ دیکھ لیتی تھین اور دعائین دیتی ہوئی بہت خوش خوش واپس آتی تھیں۔ آج جبکہ جشن سیمیں کی بہار ہے مجھے ایک نمکخوار پردہ نشیں مرحومہ کے جذبات خلوص عقیدت یاد آگئے۔ رعایا کا ہر فرد ایسی پرخلوص عقیدت رکھتا ہو تو سبحان اللہ دین و دنیا دونوں کامیاب۔ خاکسار (امین الحسن رضوی زائد شش جج)۔

شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد سلطنت آصفیہ

از محمد امیر احمد عثمانیہ مولف

(نام و ولادت) آپ کا نام نامی نواب میر حمایت علی خان بہادر ہے۔ ۸ محرم ۱۳۲۵ھ
محل ایڈن باغ مین تولد ہوئے۔

تعلیم و تربیت۔ حضرت اقدس نے بڑے بڑے کاملین فن کو منتخب کر کے
آپ کی تعلیم و تربیت کیلیے معین فرمایا۔ انگریزی تعلیم اور مغربی تہذیب و تربیت
سکھلانے کیلیئے مسٹر ڈبلیو۔ جی۔ پرنڈ اگھاسٹ سابق پروفیسر کالج مسٹر اے۔ ال۔
بستی۔ ڈی۔ اے۔ آئی سی۔ یس اور رٹ گاف جیسے ماہرین تعلیم و تربیت مقرر
کیے گئے۔ اور فوجی تعلیم دینے کیلیے میجر نواب افسرالملک بہادر مقرر ہوئے تھے۔
جنہون نے آپ کو فن سپہ گری مین کامل و اکمل بنا دیا۔
شہزادۂ والاشان کو محکمہ جات قانون اور مال کی تعلیمات سے بھی آگاہ کیا گیا۔
جن مین ولیعہد بہادر نے اپنی فطرتی شوق اور ذکاوت کے سبب بہت ہی کم عرصہ
جملہ فنون کی مہارت حاصل کر لی چنانچہ آپکو مختلف اوقات مین مختلف دفاتر مین معاینہ کیے لئے
بھیجا گیا۔ جہان پر آپ نے نہایت قابلیت اور مہارت سے چند اہم امور کا تصفیہ فرمایا۔
جن کا تعلق فوجداری اور مال سے تھا۔

سیاسیات اور مہمات کی تعلیم خود حکیم السیاست قدر قدرت اعلحضرت بندگانعالی نے
بہ نفس نفیس دی۔ چنانچہ ہمارے شہزادہ بہادر کو اس سن مین جملہ امور سلطنت اور علوم و
فنون پر کافی قدرت حاصل ہے۔ یہہ سب حضرت اقدس اعلیٰ کی روشن دماغی اور محبت کا
نتیجہ ہے۔ اس سے صرف اپنے فرزند کی محبت ہی مستفاد نہ تھی بلکہ اس سے یہہ بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی رعایا سے بھی دلی محبت ہے اس لیے آپ نے اپنی توجہ کو
ایسی ذات کی طرف خاص طور پر مبذول فرمایا جس سے آئندہ ملک و ملت کی فلاح
و بہبودی وابستہ ہے۔ ایک دور اندیش اور رعایا پرور بادشاہ کا اس سے بڑھ کر اور
کیا فرض ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ولی عہد کو لائق اور تجربہ کار بنا دے۔

۱۲۔ نومبر ۱۹۳۱ء کا مبارک روز اتحاد و یگانگت کا مسعود رشتہ خاندان عثمانی اور سلطنت آصف جاہی میں مستحکم ہوا۔ یعنے سابق سلطان ترکی عبدالمجید خان کی اکلوتی صاحبزادی درشہوار سے ہوا جن کا زر مہر معجل پچیس ہزار پونڈ قرار پایا۔ اور خود خلیفہ نے بہ حیثیت قاضی بہ نفس نفیس روبرو کے عہدہ داران سرکاری عقد پڑھایا۔

آج کل ہمارے ولی عہد بہادر سلطنت آصفیہ کی افواج باقاعدہ کے سپہ سالار اعظم کے فرائض نہایت مہارت اور دلچسپی سے انجام فرماتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو ایک ولیعہد عطا فرمایا جن کا نام نامی کرنل مکرم جاہ بہادر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ ہمارے ہونہار شہزادہ کو عمر خضری اور عدل نوشیروان عطا فرمائے آمین۔

نواب معظم جاہ بہادر شہزادہ والاشان

از محمد امیر احمد (عثمانیہ) مولف

آپ کا نام نامی نواب میر شجاعت علی خان بہادر ہے۔ آقائے ولی نعمت کے چھوٹے صاحبزادہ اور ولی عہد سلطنت آصفیہ کے حقیقی بھائی ہیں۔ بچپن سے ذہین و ذکی واقع ہوئے ہیں۔ شعر و شاعری کا مادہ وراثتاً عطا ہوا ہے۔ آپ کے اشعار مقبول عام ہوئے آپ کا کلام بیحد دلچسپ ہوتا ہے آپ شجیع تخلص کرتے ہیں۔ ہندوستان کے رسالوں اور اخباروں میں آپ کا کلام گہربار شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کرتا ہے۔ شہزادہ والاشان نے بھی اپنے برادر معظم ولیعہد سلطنت کے ساتھ تعلیم و تربیت پائی۔

۱۲؍نومبر سنہ ۱۹۳۱ء کی مبارک تاریخ نے خاندان عثمانی اور سلطنت آصفیہ کے رشتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وابستہ کر دیا۔ نیس کے پر رونق اور بہار آفرین شہر میں سابق سلطان ترکی عبدالمجید خاں کی حقیقی بھانجی شہزادہ نیلوفر صاحبہ مدظلہا آپ کی رفیقہ حیات بن گئیں۔ جن کا مہر معجل پندرہ ہزار پونڈ ہے۔

اعلیحضرت قدر قدرت نے یکم ربیع الاخر سنہ ۱۳۵۳ھ فرمان مبارک کے ذریعہ والاشاہ حضرت معظم جاہ بہادر المتخلص بہ شجیع کو صدر نشین مجلس آرائش بلدہ مقرر فرما کر رعایا کو شکر گذاری کا موقع عطا فرمایا۔ خدا آپ کو خوش خرم رکھے۔ آمین

پیغامِ عمل

کچھ مقصد لے کر آتا ہے اس دنیا میں جو آتا ہے
محروم عمل جو رہتا ہے وہ جیتے جی مر جاتا ہے
اس مزرعِ عالم کو سینچو تم جد و جہد کی بارش سے
جو بیج عمل کا بوتا ہے وہ پھل راحت کا کھاتا ہے
رستے کی صعوبت سہہ کر ہی منزل پہ پہنچنا ممکن ہے
آگاہِ حقیقت غم ہے جو ولذت و عیش اٹھاتا ہے
ہر ایک مصیبت دنیا میں پیغام خوشی کا لاتی ہے
گلشن میں خزاں کا آنا ہی امید بہار دلاتا ہے
دریا کی طرح جو چلتا ہے اور پھر چلتا ہی رہتا ہے
کہساروں کو میدانوں کو وہ خاطر میں کب لاتا ہے
ہر رات کے پچھلے حصے میں کچھ دولت لٹتی ہوتی ہے
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے

"عثمانیوں" سے خطاب!

از

سید سکندر علی وجد۔ بی۔ اے عثمانیہ

عثمانیو! وقت آگیا کچھ کر کے دکھا دو
سیلاب صداقت بنو، باطل کو بہا دو

سمجھو یہی تحدید عداوت کا سبب ہیں
ماضی کے جو قصے ہیں انھیں دل سے بھلا دو

ہو شمع محبت کی ضیا خانہ دل میں
اس آگ سے تم خرمن تفریق جلا دو

تعمیر کرو ایک نیا قصر اخوت
رفعت میں اُسے گنبد گردوں سے بڑھا دو

خود بیں کو نگوں کر دو تب [illegible] دم لو
خود دار کے آگے سر تسلیم جھکا دو

آنکھوں میں جگہ دو اُسے جو رہبر ہو
رہزن کو مگر صفحہ عالم سے مٹا دو

[illegible] مادر [illegible] تمھیں گود میں پالا
تم اس کی حفاظت کیلئے جاں لڑا دو

یہ صفحہ قرطاس [illegible] کا دھوکا
تحریر سے ہر سمت چمن زار بنا دو

تقریر پہ رستے ہیں جہاں حرف تمھاری
تم شعلہ نوائی سے وہاں آگ لگا دو

عزت ہے اگر اہل وطن کی تو وطن سے
وقت آئے تو اُس کے لئے گھر بار لٹا دو

گو جان چلی جائے مگر آن نہ جائے

یہ وجد کا پیغام ہے دنیا کو سنا دو

طیلسانین اور عثمانین سے خطاب

از:۔ محمد امیر احمد (عثمانیہ) مولف

میرے عزیز جامعی بھائیو! نیا سال اپنے ساتھ نئی نئی امیدیں اور خوبیاں لیکر آیا ہے تاجدار دکن کے جشن سیمین کی لاجواب تیاریاں ملک کے گوشہ گوشہ مین ہورہی ہیں۔ نئے نئے پروگرام مرتب کیے جارہے ہیں۔ اخبارات اور رسائل کے اڈیٹر اور ناموراہل قلم شب و روز اس دھن میں لگے ہوئے ہیں کہ بہتر سے بہتر مضمون تیار کیے جائین۔ شاعر تحصیل علم مین منہمک ہیں۔ صدہا دل اس جشن مبارک کی دید کے لئے بیتاب ہین۔ ہر کس و ناکس کی زبان پر لفظ "جوبلی، جوبلی" ہے۔ بچے، جوان، بوڑھے فرط مسرت سے جھوم رہے ہیں۔ ہر شخص سال حال کو مبارک تصور کررہا ہے۔ رعایا، دولت آصفیہ اور ممالک غیر کے افراد اعلیحضرت تاجدار کی درازی عمر کے لئے دست بدعا ہیں۔ دنیا آپ کے کارنامون کو مستحسن نظرون سے دیکھ رہی ہے۔

کبھی آپ نے اس امر پر بھی غور کیا کہ اس عقیدت کی وجہ کیا ہے؟ اس سے قبل بھی سلاطین آصفی کی جوبلیاں منائی گئیں۔ اور اچھے پیمانہ پر تزک و احتشام کے ساتھ منائی گئیں اور ہمارے حضور پرنور اعلیحضرت سلطان العلوم کی ان گنت خوبیاں ہین جن کے سبب حضرت اقدس نے اپنی رعایا کے قلوب کو مسخر فرمالیا ہے۔ بچہ بچہ آقائے ولی نعمت کے کارہائے نمایان کا مداح نظر آتا ہے مملکت کا حسن انتظام، رعایا کی فلاح و بہبودی کا خیال، سررشتہ جات کی اصلاحیں، تعلیمات کی عام اشاعت، عدل گستری اور تحفظ حقوق عثمانین نے تاجدار دکن کو ہر دلعزیز بنادیا۔ خدا نے سلطان العلوم کو ان ساری خوبیوں سے آراستہ کیا ہے جن کا وجود ایک حقیقی فرمانروا تاجدار کیلئے لازمی ہے۔ اس کے علاوہ حضور کی سادہ زندگی اور علمی انہماک ملک اور قوم کیلئے سبق آموز ہے۔ ہمیں اس بات کا فخر حاصل ہے کہ جل سبحانہ نے ایک فرض شناس اور رعایا کا سچا ہمدرد بادشاہ

عطا فرمایا ہے اور گذشتہ پچیس سالہ دور حکومت میں دکن نے دستوری اور مالی ترقی کی بیسیوں منزلیں طے کرلیں۔ جن کا وجود دوسرے ممالک میں عنقا نظر آتا ہے۔ رعایا کو سب سے آسانی یہہ ہے کہ وہ محاصل کی زیر باری سے بڑی حد تک محفوظ ہے یہہ سب کچھ حسن تدبیر اور انتظام مملکت کا ثمرہ ہے کہ سالانہ یہاں کا موازنہ غیر متوازی حالت میں نہیں رہتا۔ علاقہ رزیڈنسی کی واپسی ظل اللہ کے زرین عہد کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ ریاست ابدمدت کی رعایا کا کثیر طبقہ مزارعین کا ہے ان کی اصلاح کے لئے ہماری روشن خیال حکومت اپنی توجہ مبذول فرما رہی ہے۔ آبپاشی کے عمدہ ذرائع فراہم کیے جارہے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ کی ادنیٰ توجہ مزارعین کی حالت کو بہتر سے بہتر بنانے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

میں اپنے محترم برادران جامعہ سے اپیل کرتا ہوں کہ ظل ہمایونی کی خدمات وفاداری سے انجام دیں۔ اس سے میرا مقصد یہہ ہے کہ تعلیمیافتہ طبقہ میں جذبہ عمل پیدا ہو جائے تاکہ مستقبل کے خطرناک اور روح فرسا مسئلہ بیروزگاری کا انسداد ہوسکے۔ متذکرہ بالا مسئلہ کا استیصال صرف زراعت، تجارت اور صنعت وحرفت کی دلچسپیوں میں مضمر ہے۔ ان تینوں عاملیں پیدائش کی ہماری ریاست میں فراوانی ہے اور معاشی جدوجہد کے لئے ایک وسیع میدان ہمارے لئے ہے۔ خام پیداوار کی کثرت اور تعلیم یافتہ طبقہ کی تنظیم ملکی صنعت کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا سکتی ہے مگر سرمایہ دار کی ملکی صنعت وحرفت اور تجارت سے دلچسپی ضروری ہے سرکاری ملازموں کے لئے جدوجہد کرنے کی بجائے متذکرہ پیشوں کا اختیار ہماری حالتوں کو بہتر سے بہتر بنانے کا ضامن ہوسکتا ہے۔ اکثر کاروبار جہلاء کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے کہ تجارت کا عام پروپیگنڈا ملک میں کریں اور تجارت کی دلچسپی صنعت کے فروغ کا باعث بن سکتی ہے بقول

مولانا اکبر آلہ آبادی۔

پاتی ہیں قومیں تجارت سے عروج ؛ بس یہی ان کے لیے معراج ہیں
ہے تجارت واقعی اک سلطنت ؛ زور یورپ کی اسی کا آج ہے
لفظ تجارت خود ہے اے اکبر ثبوت ؛ دیکھ لو تاجر کے سر پر تاج ہے

حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں صدہا معدنیات کے خزانے موجود ہیں جن سے خاطر خواہ استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ملک کے اکثر و بیشتر حصوں میں ہزاروں حس کار اور دستکار پھیلے ہوئے ہیں جن کی ہمت افزائی اور دستگیری معاشی دولت میں بہت کچھ اضافہ کر سکتی ہے۔ جامعہ عثمانیہ کے فرزند کی حیثیت سے ہیں نے اپنی زندگی ان خیالات کی اشاعت کیلئے وقف کر دی ہے ملک اور مالک کی خدمت میرا شعار رہے۔ مین نے ایک تجارتی مرکز موسومہ "چیف ٹریڈنگ سنٹر" قایم کیا ہے۔ یہان ہر تعلیمیافتہ فرد کی رہنمائی کیجاتی ہے مجھے حکومت کے روشن خیال طبقہ سے توقع ہے کہ وہ متذکرہ بیش قدم کو بنظر التفات دیکھکر ہر طرح کی سہولتیں پیدا کر دی جائینگی۔ خدا نے ساتھ دیا۔ اور ارباب جامعہ کی نوازشات شامل حال رہین تو مین ایک تجارتی مرکز بمقام جامعہ عثمانیہ قایم کرونگا جس کا واحد مقصد طلباء میں صنعتی اور تجارتی شغف پیدا کرتا ہوگا۔ تعلیم یافتہ افراد کی فلاح و بہبودی اور رہنمائی کے لئے ایک رسالہ "تجارت اور زراعت" جاری کرنے کا ارادہ ہے جو ملک کا حقیقی معنوں مین ترجمان ہوگا۔ میری یہہ ناچیز تحریک قبول عام ہو رہی ہے جس کا میں بیحد ممنون احسان ہوں کہ چند طلبا نیون نے میرا ساتھ دیا اور میدان عمل مین اُتر آئے۔

آؤ آؤ ہم سب پرچم آصفی کے زیر سایہ اس مبارک سال جمع ہو جائیں اور برادران وطن کو اخوت کا درس دیں اور خدائے برتر سے التجا کریں کہ وہ ملک کی مالی آسودگی اور معاشرتی شیرازہ بندی، ملکی وقار اور قومی نظام میں ترقی عطا فرمائے۔ اور [illegible] ذیجاہ وشہزادگان [illegible] اور شہزادیان فرخندہ فال کی درازی عمر [illegible] خلوص دل سے دعا کریں۔ "زندہ باد شہ عثمان پائندہ باد دولت آصفیہ"۔

جامعہ عثمانیہ

مسٹر نقش عالمی (عثمانیہ) کے قلم سے

ہر ملک اور قوم کی تہذیب و تمدن کا اندازہ وہان کی تعلیمات سے کیا جاتا ہے یہہ ممکن نہیں کہ کوئی قوم علوم وفنون سے بے نیاز ہوکر مہذب اور متمدن کہلانے کا دعوی کر سکے کبھی یونان علم وفضل کا سرچشمہ تھا تو کبھی اہل روم اپنی تہذیب و تمدن پر فخر کیا کرتے تھے۔ کسی زمانہ مین ایران کی سرزمین علم وفنون کا گہوارہ بن گئی تھی غرض زمانہ بڑا متلون مزاج واقع ہوا ہے اسے کسی کروٹ چین نہین آتا۔ یہہ اسی قوم کا ساتھ دیتا ہے جس مین قوت اور طاقت ہو کمزور قوم فنا ہوجاتی ہے اور یہی قدرت کا تقاضا بھی ہے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو ہضم کرجاتی ہے۔

بدقسمتی سے ہندوستانی قوم تعلیمی بام عروج سے ایسی گری کہ سانس لینا دشوار ہوگیا۔ اس مالدار مفلس قوم مین بھی علمی شغف موجود تھا۔ قانون قدرت نے اس سرزمین سے بھی فخر عالم ادیب پیدا کئے تھے مگر یہہ سب بھولے بسرے فسانے ہیں۔ گذشتہ دوسو سال سے ہندوستانی قوم عجیب کشمکش مین پڑگئی۔ فاتح قوم نے اپنی زبان معاشرت تہذیب و تمدن کا پرچار نہایت حکیمانہ انداز مین کیا۔ ہندوستانی ذہنی کشمکش مین پڑگئے کہ اپنی قدیم روش پر قایم رہین یا صاحب لوگون کا ساتھ دین۔ دو گروہوں مین عوام تقسیم ہوگئے۔ پہلے گروہ نے غیر زبان کی سختی سے مخالفت کی مگر دوسرے نے دوراندیشی سے تاڑ لیا کہ ع۔ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔

انیسویں صدی کے اواخر مین ہندوستان مین چند جامعات قایم کی گئیں۔ تعلیم کے معیار مقرر کیے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول سے بڑی بڑی خدمتیں ملنے لگیں انگریزی زبان ذریعہ تعلیم قرار پائی زمانہ کی پکار اور سیاست کے آگے مذہب اور رسم ورواج کی پیش نہ گئی۔ دوسرے گروہ کو شاندار فتح ہوئی اور مجبوراً پہلے گروہ نے دوسرے کا ساتھ دیا۔ ملک کے طول وعرض مین مغربی طرز کے کالج کھلنے لگے غرض اہل ہند نے اپنے آقاؤن کی وضع کی تقلید کو اپنا شیوہ بنا لیا۔

۱۹۱۸ء میں ہمارے اعلیحضرت سلطان العلوم نے ایک جامعہ کے قیام کا حکم صادر فرمایا جسے دنیا "جامعہ عثمانیہ" کے قابل رشک نام سے یاد کرتی ہے ہماری مادر جامعہ کی امتیازی خصوصیت یہہ ہے کہ اس کی تعلیمی زبان ہندوستان کی باالاتفاق مشترکہ زبان "اردو" ہے۔ آپ نے مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیکر ہر ملت کے افراد کو اپنا گرویدہ بنا لیا مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر بالقابہ کو امیر جامعہ مقرر کیا گیا جن کے معین سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر امیر جامعہ منتخب کیے گئے۔ مہاراجہ بہادر اور سر اکبر حیدری کی تعلیمی دلچسپیوں کا حال ملک اور مالک پر خوب روشن ہے۔ انہی کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ جامعہ عثمانیہ میں مختلف علوم و فنون کے فاضل جمع ہو گئے جن کی علمی قابلیتوں سے حیدرآبادی نوجوان مستفیض ہو رہے ہیں۔

جامعہ عثمانیہ کے قیام سے قبل ملکی نوجوان اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر ہندوستان اور یورپ کی جامعات کو جایا کرتے تھے اور متوطن اور غریب طبقہ کے ذہین اور ذکی طلباء اعلیٰ تعلیم کے حصول سے محروم رہ جاتے۔ سلطان العلوم نے چند ایسی ہی ناگزیر احتیاجات کی بنا، پر ایک ایسی جامعہ کے قیام کا حکم صادر فرمایا جس کے سپوت زیور علم سے مالامال ہو کر ملک و مالک کی خدمت غیر متزلزل وفاداری کے ساتھ بجا لا سکیں۔

ہماری یہہ خوش قسمتی ہے کہ ہماری جامعہ میں ایسے ایسے قابل افراد موجود ہیں جن کی قابلیت مسلم الثبوت ہے اور جنھیں بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ ہندوستان کی بہت کم جامعات ہونگی جس کے پروفیسر مستند عالم اور فاضل ادیب ہونگے۔ یہہ سب کچھ حضرت اقدس کی روشن خیالی کے شاندار نتائج ہیں۔

سرکار نظام کا اس ہونہار اور امید افزا جامعہ پر سالانہ زر خطیر صرف ہوتا ہے اعلیحضرت بندگانعالی کی ذات اقدس کو اپنی جامعہ سے خاص دلچسپی ہے محنتی اور شوقین طلباء کی فیس معاف اور تعلیمی و رعایتی وظائف کی مدات بھی موجود ہیں۔ معافی فیس اور وظائف کی تقسیم میں ارباب جامعہ کو بڑی کاوش کرنی پڑتی ہے اور اور یہہ امر باعث مسرت ہے کہ مستحق طلباء ہی کو وظائف دئے جاتے ہیں۔

حیدرآباد کی نئی پود کی خوش بختی ہے کہ امیر جامعہ کی سی علم دوست اور نائب امیر جامعہ جیسی علم پرست ہستیاں سرپرستی فرماتی ہین۔ حال ہی مین ایک دیرینہ تجربہ کار ماہر تعلیمات مسٹر میکنزی کو نائب معین امیر جامعہ جیسی اہم ذمہ دارانہ علمی خدمت پر دعوت دیگئی ہے۔ صاحب موصوف اپنی عمر کا بڑا حصہ علمی سرگرمیون مین گذار کر اب جامعہ عثمانیہ کی ترقی مین بیحد سرگرمی سے کوشان ہیں۔

جامعہ عثمانیہ کا تذکرہ سابق پرنسپل مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب کی ان تھک مساعی کی شکرگذاری کے بغیر نامکمل رہ جاتا ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے زمانہ مین جامعہ عثمانیہ کو اس عروج پر پہنچادیا جسے دنیا آج دیکھ رہی ہے۔ مسٹر میکنزی نائب معین امیر جامعہ کے مددگار مولوی قاضی محمد حسین صاحب وائس پرنسپل بڑے محنتی اور طالب علمون کے سچے بہی خواہ ہیں۔ مسٹر میکنزی کے زمانۂ رخصت میں محترم قاضی صاحب سے جامعہ عثمانیہ کا انتظام برقرار رہتا ہے۔

سلطان العلوم نے حالیہ فراین کے ذریعہ جامعہ عثمانیہ کے فرزندوں کے ساتھ اپنی گہری دلچسپی کا ثبوت عثمانین کے تحفظ حقوق سے دیا۔ حضرت اقدس نے عثمانین کو اُنکے حقوق کی تحفظ سے ایسا ممنون بنادیا کہ بار احسان سے جھکی گردنیں اور بھی جھک گئیں اور دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے۔

درس حیرت

از:- ادیبہ باکمال ر ج نقوی صاحبہ

دیکھنی ہین اے رگ دل اب تیری رنگینان
آج گلدستہ بنا دے نشتر فصاد کو

اے آسمان - اچھے آسمان - اپنا نیل مجھے دیدے کہ ان کے لیے ایک رومال رنگنا ہے! ستارون نے یہہ سنا' اور چیں برجبیں ہوئے کہ "واہ - تیرے سینہ میں تو خود چوٹ کا نشان ہے - کیا اُس کی رنگینی رومال رنگنے کے لئے کافی نہین -

مین پھر سمندر سے مخاطب ہوا کہ "کم از کم تو اپنی موجین دیدے کہ اس رومال مین دو قطرے تو ٹپکا سکون" -

مچھلیوں نے یہہ سنا - اور تڑپ گئیں کہ "تیرا دل خود ایک گریۂ مضطر ہے، تجھے کیا ضرورت ان موجوں کی" -

ادہر - دور پہاڑی کے نیچے آفتاب اپنا دم توڑ رہا تھا - پہاڑیوں کے ادہر اودہر چوٹیوں پر ایک پُر حسرت سرخی چھا رہی تھی - !

مین شفق کی اس رنگین نوارح سے مخاطب ہوا - اور اُس سے اُس کا پیارا رنگ بھیک مانگنے لگا - کہ "اے شفق! اپنا کچھ رنگ - نہیں تو اس کا ذرا سا چھینٹا مجھے دیدے کہ اپنے آنسو کے قطرون کو رنگین بنا کر اس رومال مین جذب کر دون!"

بادل کے ٹکڑے یہہ کہتے ہوئے منتشر ہو گئے - کہ

"تیرا کلیجہ تو آپ خون ہے!"

یہہ سب سنکر مجھے خاموش ہونا پڑتا ہے - انہیں کیون کر سمجھاؤں کیسے یقین دلاؤں کہ ان مین تو ایک چیز بھی میری نہیں - "

میں اس دروازے پر خالی ہاتھ جاتا ہون - مگر محبت کا بھکاری ہون، آنسون کے مالا - دل میں چوٹ کا نشانا - یہہ میری سوغاتیں ہیں، اپنے محبوب کے حضور میں - ان کم مایہ، بے حقیقت چیزون کو وہ کیوں قبول کرنے چلا؟ -

رومال ہے لیکن سفید۔ بادل کے بے آب ٹکڑے سے زیادہ سفید اسمیں نہ رنگینی ہے نہ نمی۔! ہ

غالب زبسکہ سوکھ گئے چشم مین سرشک
آنسو کا بوند گوہر نایاب ہوگیا۔

(ترجمہ از ٹیگور)

ج نقوی بی۔ اے۔

درس عبرت

از :- محمد امیر احمد (عثمانیہ) مولف

برس دن گذرے جبکہ میری تفریحی سفر کی آخری منزل (کلکتہ) آنکھوں میں پتلیاں بن کر پھر رہی تھی معاً اس مقام کے دیکھنے کا اشتیاق دل مین پیدا ہوا۔ جس کے نظارہ جمال نے گوتم کے قلب مضطر کو تسکین کا سبق دیا۔ میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا کہ بہت جلد اس نظارۂ باکمال سے اپنی آنکھیں سیکھوں۔

فوراً پوری کا ٹکٹ کٹا اور ریل مین سوار ہوگیا اور میری تخیلی دنیا مین عہد ماضی کے ہزارہا سورماؤں کی نایاب تصاویر یکے بعد دیگرے آتیں اور اس دنیا کی بے ثباتی پر آہ و بکا کرتیں، کبھی تاریخ کے وہ سنہری اوراق جس میں میں نے گوتم کے حالات پڑھے تھے نظروں میں پھر جاتے اور گوتم کی جیتی جاگتی تصویر صفحات زرین پر نمایاں نظر آتی اور اہل دنیا کو ایثار و قربانی کا عدیم النظیر درس دیتی۔

میری پہلی نظر جگنا تھ جی کے اُن شاندار مندر کے برجوں پر پڑی جہاں یاس و تقدس کی زبردست کشمکش نظر آتی تھی۔ پوری میل اپنی انتہائی رفتار سے چل رہا تھا اور میرے خیالات میں ترنم پیدا ہو رہا تھا۔ ہوا سائیں سائیں چل رہی تھی، اسٹیشن پر گاڑی رُکی صبح کا سہانا وقت تھا ڈاک بنگلہ بھجوایا اور فوراً اُس مشہور مندر کی طرف روانہ ہوگیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ہزارہا لوگوں کا اژدہام ہے زیارت کے شوق نے لوگوں کو بیتاب کر دیا ہے گرتے پڑتے پولیس کے ہنٹر کھاتے ہوئے لوگ اندر گھس رہے ہیں۔ اُن کا جذبہ مذہب پرستی قابل رشک تھا۔

"بیشک مذہب ہی انسان کو ہر بُرائی سے بچاتا ہے"

اُس عظیم الشان مندر کی ہر چیز نرالی ہے۔ صدہا اقسام کے فن سنگ تراشی کے اعلیٰ شاہ کار ہند کی قدیم ترین تہذیب کا پتہ دیتے ہیں جبکہ ہندوستانی

فن نقاشی و مصوری اور فن تعمیر میں بیحد کمال حاصل کر چکے تھے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ممالک غیر کے سیاحوں نے دل کھول کر ان ماہران فن کی ستائش کی ہے۔

خدا جانے کتنی دیر تک ویسا ہی کھڑا رہا نہ دنیا کی خبر تھی نہ آیندہ کا خیال اچانک میری نظر مندر کے ایک کونہ میں پڑی جہاں معصوم گوتم کا لاجواب مجسمہ کھڑا ہوا تھا دیکھا تھا ایک فن نقاشی کا اعلیٰ ترین مرصع گوتم کے لاجواب مجسمہ کے روبرو ایک حسین مہ جبین دو زانو بیٹھی گوتم کی بارگاہ میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کر رہی تھی اس نے اپنی پرارتھنا کو ختم کیا۔ لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی اور مندر کے باہر چلی گئی۔

اس نوعمر دیوی اور اس کے معصوم اظہار تقدس نے میرے دل پر گہرا اثر کیا اور میرے دل میں اس کے لئے خاصی ہمدردی پیدا کردی اور میں نے ٹھان لی کہ کسی نہ کسی طرح میں اس کی مدد کروں۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ نظر سے غائب ہوگئی اور میں ڈاک بنگلہ چلا آیا۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میں نے جگناتھ کے ریلوے اسٹیشن پر اسی دوشیزہ کو دیکھا وہ میری ہمسفر تھی خاموش اور مایوس ہمسفر۔ وہ مغربی تہذیب کی دلدادہ معلوم ہوتی تھی کچھ دیر خاموشی کے بعد مجھ سے ہمکلام ہوئی اس کی گفتگو میں فلسفیانہ رنگت جھلکتی تھی ابھی اس کی تقریر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اچانک میری آنکھیں بند ہوگئیں صبح بیدار جو ہوا تو اس حسین کافرہ کو نہ پایا۔ حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کلکتہ کے شاندار اسٹیشن ہوڑاہ پر گاڑی رکی۔ مسافرین میں سے ایک صندوق کے متعلق جھگڑا شروع ہوا۔ ایک صندوق کے تین دعویدار تھے ہر شخص اپنی ملک بتلاتا تھا۔ پولیس نے صندوق کھولا۔ تو صرف ایک بچہ کی مردہ نعش اور چند کپڑوں کے کچھ نہ تھا تینوں دعویداروں کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے آراستہ کئے گئے۔ جہاں تک مجھے علم تھا صندوق اس حسین لڑکی کا تھا جو میری ہمسفر تھی

(سچ ہے حرص و لالچ کا نتیجہ برا ہوتا ہے)

کلکتہ کی سیر کے بعد شہر رانچی چلا گیا شہر رانچی کیا ہے ٹوٹے ہوئے دلوں کا

بیماروں اور پریشاں حالوں کی جائے پناہ جنگل ہرے بھرے اور آبشاروں کی کثرت نے قومی دولت کو مالا مال کر دیا ہے ہر شخص سیر و تفریح کے لئے اس مقام پر آتا ہے دق کے مریض بطور خاص بھیجے جاتے ہیں یہاں کی دلفریب افزا آب و ہوا مریضوں کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

اتوار کے دن پانچ بجے ہونگے کہ میں اپنی قیام گاہ سے نکلا اور ایک آبشار کے قریب بیٹھ گیا اور پانی کی دھواں دھار آواز میں ایک قسم کی موسیقی معلوم ہوتی تھی کامل ایک گھنٹہ تک وہیں بیٹھا رہا نظر جو اٹھائی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اور سامنے ایک لڑکی کو دور سے آتا دیکھا صورت سے شناسی معلوم ہوتی تھی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ لڑکی قریب تر آگئی آنکھیں دوچار ہوئیں اس نے مجھے پہچان لیا اور بے ساختہ ایک بپھری ہوئی شیرنی کی طرح آگے بڑھی۔ اور نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کیا میں اس کو پہلی نظر سے نہ پہچان سکا۔ اس کا رنگ زرد ہو چکا تھا اس لڑکی کے ساتھ ایک ضعیف العمر آدمی تھا لڑکی نے بوڑھے سے یہ کہتے ہوئے میرا تعارف کرایا ابا یہ میرے محسن ہیں،،

بوڑھا نہایت خندہ پیشانی سے ملا اور دونوں نے مجھے اپنے ہاں دعوت دی۔ اور اپنے ساتھ لے چلے گھر پہنچے۔ کھانا تیار تھا کھایا اور خوش گپیاں ہونے لگیں۔ چاندنی رات تھی اور مطلع صاف تھا میں نے میزبان سے خواہش ظاہر کی کہ کہیں باہر چلیں۔ چاندنی رات بیشک شاعر کے لئے مایہ ناز رات ہے ہم دونوں گھر سے نکلے اور سبزہ زار کھیتوں میں گھومتے چلے گئے ایک پرفضا باغ میں گذر ہوا۔ اور ہم دونوں ایک کوچ پر بیٹھ گئے ،، دوران گفتگو میں میں نے اس صندوق کے بارے میں استفسار کیا تو بے ساختہ رونے لگی۔ ہچکیاں بندھ گئیں روتے روتے بے خود ہوتی جاتی تھی اس نے اپنی بانہیں میرے گلے میں ڈالکر ایک معصوم بچہ کی طرح لپٹ گئی اور کہنے لگی۔ آہ ..... میں ..... گنہگار ..... قاتل ..... بچہ ..... نتیجہ ..... مخلوط تعلیم ..... کا۔

ان الفاظ کے ..... اس کی روح ہمیشہ کیلئے پرواز کرگئی اور اُسکی مردہ نعش اس طرز تعلیم کے دلدادہ کیلئے درس عبرت دیرہی تھی

راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت صدر اعظم باب حکومت

از:۔ محمد امیر احمد عثمانیہ مولف

(خاندان) آپ کا سلسلہ نسب ہندوستان کی مشہور و معروف ہستی راجہ ٹوڈرمل (جن کو شہنشاہ اکبر اعظم نے وزیر مالیہ مقرر کیا تھا) سے جا ملتا ہے۔ اکبر اعظم اپنے اس وزیر مالیہ کی کارگذاریوں پر فخر کیا کرتا تھا۔ واقعہ یہہ ہے کہ مالگزاری کا باقاعدہ انتظام اس وزیر با تدبیر کے حسن انتظام کا نتیجہ ہے۔ راجہ صاحب موصوف نے نہ صرف محکمۂ مالیہ کے نظم و نسق کو درست کیا بلکہ آپ کی حسن تدبیر کا زرین کارنامہ محکمہ کی مشکلات کے حل میں نظر آتا ہے۔ اس خاندان عالیشان سے راجہ چندو لال بہادر اور راجہ گوبند بخشی بہادر تھے جو سرکار آصفیہ مین اپنے عظیم الشان کارناموں کے باعث مشہور ہوئے۔ مہاراجہ چندو لال کو مدار المہامی کی جائداد عطا ہوئی۔ اور آپ نے اپنی اس خدمت کو حسن و خوبی سے انجام دیا۔ آپ دکن کے مشہور مدار المہام گذرے ہین جنھوں نے گورنمنٹ انگریزی اور سلطنت آصفیہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کی بناء ڈالی۔ ان کے پوتے مہاراجہ نارا ین پرشاد نریندر بہادر نظام ناصر الدولہ غفران منزل کے پیشکار تھے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر، مہاراجہ نارا ین پرشاد نریندر بہادر کے نور سے اور راجہ ہری کرشن بہادر کے بیٹے ہین۔ راجہ نارا ین پرشاد نریندر بہادر کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی آپ ہی اُن کی جائداد و املاک واحد وارث اور مالک بنے۔ ۱۳۱۰ھ مین آپ اپنی موروثی خدمت پیشکاری پر بمشاہرہ چھ ہزار روپیہ سکہ آصفی ممتاز ہوئے۔

ولادت اور تعلیم۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۰ھ مین ہوئی اور اپنے شفیق نانا کے زیر نگرانی تعلیم پائی۔ عربی، فارسی، اردو مین مہارت تامہ حاصل ہے اس کے علاوہ مرہٹی، تلنگی اور انگریزی زبان مین بھی خاص دستگاہ ہے۔ خوشنویسی مین بھی کمال حاصل ہے آپ کی مذہبی رواداری تمام ہند مین مشہور ہو گئی ہے۔ آپ کھتری النسل ہندو ہین مگر مسلمان اور ہندو کو ایک نظر سے دیکھتے ہین۔ آپ کی فیاضیوں سے ہر فرد و طبقہ مستفید ہوئے ہیں مسلمانوں کے بزرگان دین کی عزت و حرمت کرتے ہیں۔ آپ کا مشرب بالکل صوفیانہ ہے۔ آپ بلند پایہ شاعر بھی ہیں آپ کے

کلام کا معیار بہت ہی بلند ہوتا ہے۔ شعر گوئی مین کمال حاصل ہے۔ شعراء کی سرپرستی فرماتے ہین اور اچھے کلام کی خوب داد دیتے ہین۔ آپ کا تخلص شاد ہے (خدا آپ کو ہمیشہ شاد رکھے! آمین)۔

سنہ ۱۳۱۰ھ مین پیشکاری کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ بذریعۂ فرمان مورخہ ۱۰۔ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ بزمانہ رخصت سر وقار الامراء مرحوم چھ ماہ کے لئے آپ امتحاناً وزارت کے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ آپ بجائے چھ ماہ کے برابر پندرہ مہینون تک وزارت کی خدمات انجام دیتے رہے اور اس قلیل مدت مین آپ کی ذکاوت، ذہانت، فہم، ہوشیاری، خلق، قانون اور انتظام مملکت کی پوری واقفیت اور خیرخواہ ملک و مالک ہونے کا ہر شخص مقر ہوگیا۔ اور آپ نے اس مدت مین غفران مکان اعلیٰحضرت مرحوم کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ رعایا کی بہبودی و خوشنودی اور شہر حیدرآباد کی آراستگی اور درستگی اور ترقی میں بیحد کوشش فرمائی۔ اس بناء پر حضرت غفران مکان نے آپ کو صدر المہامی کے مستقل عہدہ پر فایز فرمایا۔ عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر (سالار جنگ ثالث) کے عہد وزارت کے بعد باب حکومت قایم ہوئی جس کا صدر "صدر اعظم" کہلاتا ہے اور آج کل اس اہم ترین عہدہ پر مہاراجہ بہادر جلوہ افروز ہیں

اولاد۔ آپ کے دو صاحبزادے راجہ چندر پرشاد بہادر اور راجہ محبوب پرشاد بہادر ہر دو عین عنفوان شباب مین دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ جن کے انتقال سے حضرت شاد مدظلہ کے قلب کو ایک زبردست صدمہ پہنچا۔ حق جل شانہ نے اپنا فضل و کرم فرمایا اور اسوقت پانچ صاحبزادے اور چودہ صاحبزادیاں ہیں۔ خدا آپ کو تندرست اور صحیح و سالم اور خوش رکھے۔ آمین۔

آپ کی ذات والاصفات سے دکن کا بچہ بچہ واقف ہے جب آپ محل سے رونق افروز ہوتے ہین تو باہر صدہا فقراء محتاجین اور بیواؤں کے غول بھیک کی آس مین بے چین نظر آتے ہین۔ آپ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ کوئی سائل آپ کے در دولت سے بے نیل و مرام واپس نہین جاتا۔ جب آپ کی سواری سڑکوں پر سے گذرتی ہے تو صدہا آوازیں "راجہ، راجہ" کی بلند ہوتی ہیں اور راجہ صاحب ان محتاجیں کے دامن کو نقرئی

سکون سے پُر کر دیتے ہیں۔ آپ کی ذات ایثار اور قربان کا عدیم المثال نمونہ ہے آپ کا دربار مشرقی تمدن کا بہترین نمونہ پیش کرتا ہے۔ آپ کی ذات باصفات قابل احترام ہے آپ کے صاحبزادہ نواب میر نصر اللہ خان بہادر کی شادی خانہ آبادی نواب میر داؤد علیخان جاگیردار کی صاحبزادی سے قرار پائی ہے۔ خدا ہر دو خاندانوں کو خوش و خرم رکھے آمین۔

غزل

(جناب مسٹر ترنبی سرن بی اے ایل۔ ایل بی مجسٹریٹ)

قفس میں کچھ تو لپٹے بال و پر صیاد رہنے دے — کوئی تو یادگار کوشش برباد رہنے دے

کوئی الفت میں آخر کسطرح فریاد رہنے دے — نہ یہہ آباد رہنے دے نہ یہہ برباد رہنے دے

لہو کا اک اک قطرہ ہے خود تحسین سوائی — بس اسے جوش انالحق بس توانیی و اد رہنے دے

دل غافل غم تدبیر سے الفت میں کیا حاصل — حصول کار کو بھی داخل افتاد رہنے دے

کوئی مشق ستم کو تختہ مشق ستم بھی رکھ — جسے برباد کرنا ہے اُسے آباد رہنے دے

بنا لوں انتہائے یاس کو تسکین بربادی — میرے دل میں فقط اتنی جگہ آباد رہنے دے

ابھی تو شاد ہم کو شاد آتے ہیں نظر لیکن
ہوائے نامرادی دیکھیں کبتک شاد رہنے دے

نواب حیدر نواز جنگ بہادر

از محمد امیر احمد مولف جنتری

آپ کا اسم گرامی نواب محمد اکبر نذر علی حیدری ہے اور آپ نذر علی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں آپ کا آبائی وطن کھمبایت ہے۔

آپ کی ولادت بمقام بمبئی ۸ نومبر ۱۸۶۹ء میں ہوئی آپ کی تعلیم و تربیت کا باضابطہ انتظام کیا گیا تھا اوائل عمر ہی میں آپ نے اپنی بیدارمغزی کا ثبوت دیا اور سترہ سال کی عمر میں اعزاز کے ساتھ بی۔ اے۔ کامیاب ہوئے اور انڈین فینانس میں شریک ہو کر درجہ اول میں کامیابی حاصل کی اور ۱۸۸۸ء میں بمقام ناگپور صیغہ حساب کے ایک افسر کے حیثیت سے آپ کی تعیناتی عمل میں آئی خدا نے آپ کو ایک درد بھرا دل عطا فرمایا ہے اور قوم کی اصلاح میں ہر ممکنہ سعی فرماتے ہیں آپ نے ایک اسلامی اسکول بمقام ناگپور قائم کیا جو ہمیشہ آپ کی یاد کو تازہ کرتا ہے جولائی ۱۸۸۹ء میں آپ لاہور کے کرنسی آفس میں منتقل کیے گئے قریباً ایک سال وہاں کام کرنے کے بعد آپ کا تبادلہ کلکتہ ہوا اور وہاں تین سال تک مقیم رہے اس کے بعد بحیثیت اکونٹٹ جنرل الہ آباد میں تعینات کیے گئے ۱۹۰۰ء میں بحیثیت ڈپٹی اکونٹٹ مدراس بھیجے گئے برہما کے علاقہ میں ۱۹۰۵ء تک کارگذار رہے۔ اسی سال ماہر فینانس ہونے کی بناء پر آپ کی خدمات عہدہ صدر محاسبی کے لیے سرکار عالی میں مستعار لیے گئے دو سالہ بہترین کارگذاری کے صلہ میں معتمدی فینانس کی جائداد تفویض ہوئی اور جولائی ۱۹۱۱ء میں معتمدی عدالت و کوتوالی پر منتقل کیے گئے چونکہ اس معتمدی سے سررشتہ تعلیمات کا راست تعلق تھا اس لئے آپ اس پر فائز ہونے سے ملک و قوم کو بیشمار تعلیمی برکتیں حاصل ہوئیں ۱۹۱۵ء میں حیدرآباد ایجوکشنل کانفرنس کے صدر بنائے

۱۹۲۰ء میں سرکار عالی کی ملازمت سے سرکار عظمت مدار کی ملازمت پر عبور فرمایا اور بمبئی میں درجہ اول کے اکوانٹنٹ جنرل کی حیثیت سے تعینات کئے گئے جولائی ۱۹۲۱ء میں مسٹر گلانسی کے یہاں سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہونے پر صدر المہامی فینانس اور رکنیت باب حکومت پر فائز ہوئے اور بتقریب جشن سالگرہ مبارک تاجدار دکن سلطان العلوم جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ میں حیدر نواز جنگ کا خطاب عطا فرمایا گیا آپ نے گول میز کانفرنس کے وقت ریاست حیدرآباد کی نمائندگی فرمائی اور تمام یورپ میں آپ کی راست بازی کی شہرت کی دہوم مچی۔ تعلیمی و قومی کاموں میں بلا امتیاز مذہب و ملت ہاتھ بٹاتے ہیں۔

غزل سفینہ

(۱)

بندشیں ٹوٹیں گی پیدا ہو جو نہی ذوق عمل — جو نکالیں قید سے وہ بال و پر پیدا تو کر

لطف تو جب ہے کہ قلب سنگ سے ٹپکے لہو — نالہ شیون میں بلبل وہ اثر پیدا تو کر

ذرہ ذرہ میں نظر آجائے جلوہ یار کا — دیکھنے کے واسطے پہلے نظر پیدا تو کر

میں جہاں رکھدوں جبین کعبہ کھنچا آئے وہیں — اپنے سجدوں میں بھی زاہد یہ اثر پیدا تو کر

آرزو جب ہے فنا فی العشق کی اختر تجھے — حضرت منصور سا قلب و جگر پیدا تو کر

(اختر قریشی)

سالار جنگ میر یوسف علیخان بہادر

انشاء۔ محمد امیر احمد (عثمانیہ) مولف

(خاندان) آپ کا اصل نام میر یوسف علیخان ہے۔ آپ میر لایق علی خان عماد السلطنت کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ اور سر سالار جنگ اعظم کے پوتے ہیں اور خاندان سالار جنگ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے خاندان کا سلسلہ حضرت شیخ اویس قرنی رحمۃ سے وابستہ ہے۔ شیخ صاحب موصوف سے آپ تک ۳۵ وین پشت ہے۔ خاندانی امارت ایک عرصہ دراز سے چلی آرہی ہے۔ خدا آپ کو خوش و خرم رکھے۔

ولادت۔ آپ کی ولادت یوم جمعہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۸۹ء م ۱۶ امرداد ۱۲۹۸ف میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت۔ آپ کی ولادت باسعادت کو ایک ماہ بھی نہ گذرا تھا کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور سات ماہ بعد آپ کے عم بزرگوار نواب میر سعادت علیخان بھی چل بسے۔ اعلیحضرت غفران مکان نے آپ کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام فرما دیا چونکہ مرحوم تاجدار کو اس خاندان کے ہر فرد کے ساتھ دلی انس تھا۔ خاندان سالار جنگ کی وفاداری اور نمک حلالی کا ہر ایک کو اعتراف ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء مین سر سالار جنگ ہی کی روشن خیالی کا نتیجہ تھا کہ انھون نے موقع و محل کا اندازہ کر کے انگریزوں کی مدد کی۔ آپ بلند خیال پایہ کی سیاست داں وزیر گذرے ہیں۔ آپ کی فرض شناسی کے چرچے عام و خاص ہیں۔ اعلیحضرت بندگان عالی بھی بڑی عزت و توقیر کرتے تھے نواب میر یوسف علیخان المخاطب سالار جنگ بہادر کی تعلیم و تربیت کے لیے نامور اساتذہ کا تقرر کیا گیا۔ خدا نے آپ کو بہترین دماغ عطا کیا ہے۔ اوائل عمر ہی مین جملہ زبانوں سے واقفیت پیدا کر لی۔ اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور فرانسیسی مین مثل اہل زبان بولتے ہین۔ آپ کی تحریر و تقریر نہایت قابلانہ اور بیحد دلچسپ ہوتے ہیں۔ سیر و شکار سے بھی آپ کو بیحد انس ہے۔ پولو آپ کا پسندیدہ کھیل ہے جس کی وجہ سارے ہندوستان مین آپ کا ڈنکا بج رہا ہے۔ آپ کی کمسنی مین اسٹیٹ کا انتظام سرکار عالی کی زیر نگرانی تھا۔ ۹۔ مارچ ۱۹۱۲ء کو اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی نے مراحم خسروانہ کے تحت اسٹیٹ کا انتظام آپ ہی کے سپرد فرما دیا



اجل اشرف عالیجناب نواب میر یوسف علیخان سالار جنگ بہادر دام اقبالہ



ل اشرف عالیجناب نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ بہادر دام اقبالہ



اجل اشرف عالیجناب نواب میر یوسف علیخاں سالار جنگ بہادر دام اقبالہٗ



نواب سر سالار جنگ بہادر رئیس اعظم

آپ کی جاگیر کا رقبہ ۱۴۲ سو ۸۰ مربع میل ہے۔ آپ کی جاگیر کی آمدنی ۲ لاکھ سے زائد ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی تقریباً ۱۸ لاکھ ہے۔ نواب صاحب کو جاگیر کے نظم و نسق کے معاملات سے گہری دلچسپی ہے۔ عام طور پر رعایا آسودہ حاصل ہے۔ رعایا کے حال پر غیر محدود مراعات ہوا کرتے ہیں۔ آپ کی ذہانت و ذکاوت کے سبب بندگانعالی نے مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم کی رخصت کے سلسلہ میں ذریعہ جریدہ غیر معمولی مہتمم صدر المہام مقرر فرمایا تھا۔ نواب صاحب ممدوح نے اعلیحضرت حکیم السیاست کی ہمرکابی کا شرف بھی حاصل کیا۔ جبکہ حضرت اقدس دربار تاجپوشی کی یادگار کے موقع پر دہلی تشریف لیگئے تھے۔ ۱۹۱۴ء میں مدار المہامی جیسی خدمت جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ ہمارے ممدوح کو سیر و سیاحت کا بھی بیحد شوق ہے آپ نے دو بار یورپ کا سفر کیا اور مقدس مقامات کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اخبارات اور رسائل کا بھی شوق ہے۔ آپ کے کتب خانہ مین قدیم اور نایاب نسخے پائے جاتے ہین آپ اپنے عہد کے زبردست علم و فضل کے سرپرست واقع ہوئے ہین۔ علوم و فنون کے ماہرین نواب صاحب کے فیضہ سے سیراب ہوکر اپنے اپنے شغف مین لگے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے جامعہ علیگڈھ کے لیے چار وظائف منظور فرمائے تاکہ نادار طلبا، کو اعلیٰ تعلیم کے حصول میں آسانیاں ہوں۔ ہم خدائے عزوجل سے دعا کرتے ہیں کہ ایسے علم پرست بلند مرتبت نواب صاحب کی عمر مین ترقی ہو۔ آمین۔

نواب سالار جنگ بہادر کے عظیم الشان خاندان کا شجرہ۔

نواب سر سالار جنگ بہادر (نواب میر تراب علیخان بہادر مرحوم)
مختار الملک اول بالقابہ

(میر لایق علی خان بہادر مرحوم)
منیر الدولہ مختار الملک

نواب میر سعادت علی خان بہادر مرحوم
شجاع الدولہ منیر الملک

نواب سالار جنگ بہادر (میر یوسف علی خان بہادر)

نواب اعانت جنگ معین الدولہ بہادر

از محمد امیر احمد مولف جنتری

(نام ونسب) آپ کا نام نامی نواب معین الدولہ بہادر ہے ۷ بذیقعدہ ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ بوقت شب تولد ہوئے آپ بشیر الدولہ سر آسمان جاہ مغفور کے اکلوتے صاحبزادہ خلف الصدق اور خاندان امیر کبیر شمس الدولہ کے چشم و چراغ ہیں آپ کے اجداد کا سلسلہ حضرت گنج شکر شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے اور نسب خواجہ ابراہیم سلطان شیخ علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے اس طرح سلسلہ یہ سلسلہ خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے خلیفہ دوم تک انتالیس پشت گذرے ہیں۔

۱۳۱۷ھ میں شفیق والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا چونکہ غفران مکان کو اس خاندان سے گہری دلچسپی تھی اس لئے اعلحضرت نے نوجوان امیر کی تعلیم و تربیت میں خاصی دلچسپی لی۔ اور جب ۱۳۲۲ف میں نواب بادشاہزادی پرورش النساء بیگم صاحبہ مدظلہا کا انتقال ہوا تو جاگیرات کا انتظام زیر نگرانی سرکار عالی ہوگیا۔

اعلحضرت کو اس خاندان خاصی محبت تھی ۱۳۲۵ھ میں دو عدد گھوڑے اور چند مرصع تلواریں مرحمت ہوئیں۔

نواب صاحب نے ۱۳۲۹ھ میں دو لاکھ روپے جامعہ علیگڈھ کو بطور علمی مدد عطا فرمائے جس سے نواب صاحب کے علمی شغف اور علم پروری کا ثبوت ملتا ہے ۱۳۳۰ھ پیشگاہ خسروی سے کئی مرصع اشیاء اور تلواریں عطا ہوئیں جب نواب صاحب بغرض سیاحت کشمیر تشریف لے گئے تھے وہاں پر ایک خونخوار دیوہیکل اژدہے سے مقابلہ کرنا پڑا۔ نواب صاحب ممدوح نے اس مردم خوار درندہ کو موت کا نشانہ بنا کر اہل کشمیر کو ممنون فرمادیا جس کے سبب سے سارے ہندوستان میں نواب صاحب کی دلیری اور جوانمردی کے ڈنکے بج گئے۔

اس کے بعد نواب صاحب نے محکمہ مال سے دلچسپی لی۔ تاکہ اپنے اسٹیٹ کے

حالات بہتر سے بہترین کرنے میں مدد مل سکے چند ہی روز میں آپ نے خداداد قابلیت کے سبب مالگزاری کے سارے قوانین و آئین میں مہارت حاصل فرمالی۔

۱۵ صفر ۱۳۴۲ھ میں محکمۂ مصنوعات ملکی کے صدر اور رکن باب حکومت بنائے گئے ۱۳۴۳ھ میں نواب صاحب کی جوانمردی اور دلیری کے باعث حضور پرنور نے اپنی فوج کے ذمہ دارانہ عہدہ کو نواب صاحب ممدوح کے سپرد فرما دیا۔ یعنے نواب صاحب افواج سرکار آصفیہ کے محکمۂ فوج کے مدار المہام بنا دیے گئے جسے نواب صاحب نے نہایت دلچسپی اور اعلیٰ قابلیت سے انجام دیا۔

نواب صاحب کے فرزند اکبر نواب ظہیر الدین خاں بہادر نے جامعہ عثمانیہ سے ۱۳۴۳ف میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ پائیگاہ کے امراء میں نواب ظہیر الدین خاں صاحب پہلے امیر ہیں جنہوں نے ڈگری حاصل کی۔ یہہ سب کچھ نواب معین الدولہ بہادر کی تعلیمی دلچسپی اور علمی شغف کے نتیجے ہیں۔

نواب صاحب ذہین۔ ذکی فہیم۔ لایق مستقل مزاج واقع ہوئے ہیں آپ کا خلق مشہور عام ہے مردانہ کھیلوں میں خاصی دلچسپی لیتے ہیں ہر سال آپ کرکٹ کے کھیل میں زر کثیر صرف فرماکر حیدرآباد کے نوجوانوں میں مردانہ کھیلوں کی ترغیب کا باعث بنتے ہیں نواب صاحب کی نشانہ بازی پر اہل ہند و دکن جتنا بھی فخر کریں بجا ہے خدا آپ کو تادیر زندہ اور سلامت رکھے۔" آمین

راجہ شام راج راجونت بہادر امانت ونت آصفجاہی مدار المہام

از۔ مولوی غلام محبوب خانصاحب

(خاندان) آپ کے مورث اعلیٰ کرشناجی پنڈت دبھالے راؤ اتری گوتر اشوین لاین ساکھا راگ ویدی برہمن) موضع لام گاؤن علاقہ دولت آباد کے پٹواری تھے۔ ۱۰۶۵ھ مین شاہ جہان غازی کی طلب پر دلی گئے اور شہنشاہی عنایات سے سرفراز ہوئے۔ ۱۱۰۰ھ مین انتقال کر گئے۔ نواب آصف جاہ نے مہاراجہ موصوف کے دو فرزندون مورو پنڈت اور نارو پنڈت کو اپنے ساتھ لیکر نواب ناصر جنگ کی بغاوت فرو کرنے دکن کا رخ کیا۔ اور اس خاندان کے افراد نے دکن مین سکونت اختیار کر لی۔

مورو پنڈت کو ۱۱۶۳ھ مین عہدہ پیشکاری مع خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز کیا گیا۔ شنکراجی پنڈت نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد مین دفترداری ششن صوبہ دکن سے خدمت دیوانی پیشکاری عطا ہوئی ۱۱۹۵ھ مین سہ ہزاری منصب وخطاب راجہ امانت ونت وعلم ونقارہ سرفراز ہوا۔ غرض اس فخر دکن خاندان کے آبا واجداد نے ملک ومالک کی اطاعت مین اپنی عمرین گذار دین۔ آپ کے والد بزرگوار راجہ لچھمن راؤ فطرتاً ذہین اور اپنے عہد کے بہترین شہسوار تسلیم کیے جاتے تھے۔

راجہ شام راج بہادر مدار المہام ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کو خلف اکبر ہونے کا رتبہ حاصل ہے۔ راجہ لچھمن راؤ بہادر آنجہانی نے صدر المہام کی تعلیم و تربیت کیلیے قابل اساتذہ مقرر کیے تھے تاکہ آپ کے صاحبزادہ علوم مروجہ سے بہرہ ور ہو جائیں۔ راجہ شام راج بہادر نے بہت ہی قلیل عرصہ میں اردو۔ فارسی، سنسکرت، تلنگی اور انگریزی پر کافی عبور حاصل فرما لیا۔ آپ فطرتاً ذہین اور طباع ہیں۔ ہر بات کی تہ کو بہت جلد پہنچ جاتے ہیں اور خاص کر انتظامی امور سے بڑی گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

انہی وجوہات کی بناء پر اعلحضرت قدر قدرت حکیم الیاست کی جوہر شناس نظریں اپنے قدیم وفاشعار خاندان کے اس قابل اور ہونہار ہستی پر پڑیں۔ آذر ۱۳۲۷ف زیر نگرانی اسٹیٹ کو واگذاشت فرمادیا۔ اور "راجونت" کے خطاب ۔ سے بھی سرفراز فرمایا گیا۔

راجہ بہادر کے اسٹیٹ مین خوشحالی اور فارغ البالی کا دور دورہ ہے اور ہر جا اپنے ہر دلعزیز راجہ کے سایہ عاطفت مین مسرت کے بجّی گاتی ہے کاشتکاروں کو ہر قسم کی آسانیاں دیجاتی ہیں تاکہ وہ ساہوکارون کے خوفناک پنجہ مین نہ پھنس سکیں۔

ان سب خوش انتظامیوں کا سہرا راجہ شامراج بہادر بالقابہ کے سر رہتا ہے چونکہ آپ ہی کے حسن انتظام نے سکھ چین کی زندگی بسر کرنے کے وسیلہ پیدا کر دیے۔

راجہ صاحب کا برتاؤ اپنے ملازمین اور ماتحتون کے ساتھ قابل صد آفرین ہے آپ ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اور عدل گستری فرماتے ہیں۔ آپ کے اسٹیٹ مین ملازمین کے ساتھ چند ایسی مراعات کیجاتی ہیں جو خاص اس خاندان کا شیوہ کہلائی جاسکتی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے "ملازم رکھنا جانتے ہیں نکالنا نہیں جانتے" اس کے علاوہ چند ایسی ہی پر خلوص عنایتیں فرماتے ہیں جن کے سبب راجہ صاحب نے اپنی رعایا کے دلون کو مسخر کرلیا اور یہی ایک ہر دلعزیز ان داتا کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

راجہ صاحب کو علم موسیقی سے خاص فطری انس ہے۔ اس مادہ پرستی کے دور میں بہت کم ہستیاں ہونگی جنھین ایسے ملکوتی شغف سے محبت ہو۔ آپ ہنس مکھ واقع ہوئے ہین جس کے سبب خوش اخلاقی میں چار چاند لگ جاتے ہین۔ آپ کو قدیم قلمی نسخے جمع کرنے کا بیحد شوق ہے۔ آپ کے کتب خانہ میں ہزارہا قدیم وجدید کتب موجود ہیں۔ اور راجہ صاحب اپنی فرصت کا اکثر حصہ مطالعہ جیسے حکیمانہ فعل میں گذارتے ہیں۔ متذکرہ خوبیوں کے علاوہ اپنے فرایض منصبی نہایت تندہی دلچسپی اور کامل مہارت کے ساتھ انجام دیا کرتے ہیں۔

آپ کے وسیع اخلاق اور بڑھتی مہربانیوں کے سبب سارا محکمہ مدّاح نظر آتا ہے
راجہ صاحب اپنے خاندانی شعار کو برقرار رکھنے کیلئے ہمیشہ ملک و مالک کی جانثاری
اور غیر متزلزل وفاداری مین ہمہ تن ساعی رہتے ہین۔ پرماتما آپ کو خوش و
خرم رکھے۔ ع این دعا از من و از جملہ دعا آمین باد۔

(افسوس ہے کہ راجہ صاحب کی بڑی صاحبزادی صاحبہ چند دنون کی
علالت کے بعد اپنے شفیق والد کو داغ دے گئین۔ دنیا اور دنیا کی ہر ایک
شے فانی، باقی رہیگی اُس کی ایک ذات۔ راجہ صاحب کی ملنساری اور ہر دلعزیزی
کی وجہ سے متوفیہ صاحبزادی کے جنازہ کے ہمراہ ہندو مسلمان دُوش بدُوش
نظر آتے تھے۔ کئی مسلمان عہدہ دارون نے جنازہ کو کندھا بھی دیا۔
خدائے تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہین کہ راجہ صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے)۔

نواب لطف الدولہ بہادر

از

محمد امیر احمد (عثمانیہ) مولف جوبلی جنتری

آپ کا اسم گرامی نواب لطیف الدین خاں بہادر ہے ۔ آپ نواب شمس الملک ظفر جنگ مرحوم کے فرزند اکبر ہیں اور نواب سر خورشید جاہ مرحوم کے پوتے ہیں ۔ آپ کے والد ماجد حیدر آباد کے ایک ذی اثر دریا دل امیر تھے ۔

ولادت نواب لطف الدولہ بہادر کی تاریخ ولادت ۱۰ ماہ رمضان ۱۳۰۰ھ ہے ۱۵ ماہ مذکور کو آپ کے جد نامدار نے ماہوار میوہ خوری مقرر فرمائی ۔ آپ کی عربی ۔ فارسی تعلیم و تربیت کا انتظام مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی محمود صمدانی صاحب کے تفویض تھا ۔ بہت جلد عربی ۔ فارسی میں مہارت تمامہ حاصل ہوئی ۔ اور بقدر ضرورت انگریزی بھی لکھ لی ۔ آپ کو شعر گوئی کا بہت شوق ہے اور آپ لطف تخلص فرماتے ہیں ۔

آپ کے پدر گرامی قدر نے وفات پائی تو ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کو حضرت غفران مکان نے ایکو مرحوم کا جانشین اور علاقہ پائیگاہ نواب خورشید جاہ کا نگران حال مقرر فرمایا ۔ پائیگاہ کی عنان حکومت آپ کے ہاتھ میں آئی تو ۔ نہایت توجہ کے ساتھ آپ آئین حکم رانی پر کار بند رہے ۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو آپنے برادر خورد نواب اکرم الدین خاں بہادر کے زیر صدارت ایک کمیٹی منعقد فرما کر اپنے علاقہ کی نظم و نسق کے جانب پہلا قدم بڑھایا ۔ متعدد اصلاحات جاری کئے ۔ ۱۳۳۰ھ تک آپ پائیگاہ خورشید جاہی پر کار فرما رہے اور علاقہ کے حسن انتظام سے آپ اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ۔ حضور پر نور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے تو بتاریخ ۱۰ رمضان مبارک ۱۳۲۹ھ کنگ کوٹھی پر باریاب ہو کر آپ نے نذر پیش کرنیکی عزت حاصل فرمائی ۔

بتقریب سالگرہ مبارک ۱۷ رجب ۱۳۳۲ف کو نظامت جنگ اور ۲۹ جمادی الاخری ۱۳۴۱ھ

کو لطف الدولہ کے خطابات عطا ہوسے ۔

معین المہام افواج کے منصب پر ۲۹ شوال ۱۳۱۶ھ کو سرفراز فرمائے گئے تھے اور قیام باب حکومت کے وقت آپ کو اس کی عزت حاصل ہوی۔ نیز صدر المہامی افواج کے ذمہ صیغہ جات طبابت و علاج حیوانات کا بھی اضافہ ہوا ۱۳۲۲ھ کو آپ کا تبادلہ صدر المہامی تعمیرات پر ہوا۔ اور اس صیغہ کی کرسی صدارت پر ایک مدت تک فائز رہے اور اسوقت بمشاہرہ (۳۰۰۰ روپئے) صدر المہام عدالت و امور عامہ کے عہدہ جلیلہ پر رونق افروز ہیں ۔ فقط ۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر

آپ کا اسم گرامی نواب سید مہدی حسین بلگرامی ہے آپ نواب عماد الملک مرحوم کے صاحبزادہ ہیں آپ کی ولادت ۲۷ شہریور ۱۲۹۰ف میں ہوئی اس ملک کی رواجی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے کے بعد عازم انگلستان ہوئے جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم ۔ اے کی ڈگری اعزاز کے ساتھ حاصل فرمائی ۔ اور ہندوستان واپس ہوئے ۳ خورداد ۱۳۱۶ف میں صوبہ متحدہ میں مہتمم تعلیمات پر آپ کا تقرر عمل میں آیا پانچسال تک اس خدمت پر کارفرما رہے حضور پر نور نے اپنے ایک رکن سلطنت کے فرزند کو یاد فرمایا اور بلحاظ قابلیت مددگار پولیٹکل سکریٹری کے خدمت پر آپ کا تقرر فرمادیا اور نائب معتمدی فینانس اور تعمیرات عامہ کے مناسب پر آپ شہریور ۱۳۱۹ف میں فائز ہوسے ۔ مسٹر سید راس مسعود ۔ کار خاص پر انگلستان تشریف لے گئے جو تقریباً سات ماہ تک آپ ان کے فرائض بھی انجام دیتے رہے انہی ایام میں صدارت کلیہ جامعہ عثمانیہ کی نگرانی بھی قبول فرمائی اور چندر روز منصرمانہ کارگذار بھی رہے معتمدی سیاسات پر آپ نے نائب معتمدی فینانس سے ۴ اسفندار ۱۳۲۹ف کو ترقی پائی اور بجز دو ماہ ۲۰ یوم کی جبکہ آپ مستقل معتمد عدالت کوتوالی امور عامہ کے عہدہ جلیلہ پر منتقل فرمائے گئے تھے اور اب تک سررشتہ محکمہ سیاسیات میں صدر المہام کی ذمہ دارنہ خدمت پر مامور ہیں

نواب ذوالقدر جنگ بہادر

از محمد امیر احمد عثمانیہ مؤلف

خاندان آپ کا اصلی نام مرزا ذوالقدر بیگ خاں ہے آپ نواب آغا مرزا سردار بیگ کے خلف اکبر ہیں آپ دہلی کے ایک خاندان مغلیان کے معزز رکن ہیں جنہوں نے سلطنت آصفیہ میں اپنے رسوخ اور وقعت حاصل کی جو اظہر من الشمس ہے آپ فارسی۔ عربی۔ انگریزی میں لایق ہیں ایک مدت تک لندن میں رہ کر ال۔ ال۔ بی کا امتحان آپ نے پاس کیا

خطاب جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خاقانی اور بہادری سے سرفراز ہوئے ۱۳۱۲ھ میں ذوالقدر جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار اور علم بھی عطا ہوا ۱۹۰۰ء میں جب آپ انگلستان سے واپس تشریف لائے تو آپ کو ناظم سوم کی حیثیت سے فوجداری بلدہ میں کام کرنا پڑا قابلیت اور ذمہ داری کے سبب ۱۳۰۹ھ میں فوجداری بلدہ کی نظامت اوّل کا عہدہ ملا۔ قانونی دماغ اور ذکاوت کے سبب ممالک محروسہ سرکار عالی میں مشہور ہوگئے اور ۱۹۰۷ء میں عدالت العالیہ کے رکن بنائے گئے اور خدمت جلیلہ کو نواب صاحب نے ۱۹۱۵ء تک نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا۔ اور متذکرہ سنہ میں وظیفہ پر سبکدوش ہو کر لکھنؤ میں سکونت اختیار کرلی ماہ جون ۱۹۲۰ء میں حکومت آصفیہ کو ان کی خدمات کی ضرورت محسوس ہوئی اور معتمدی عدالت اور امور عامہ جیسے اہم اور ذمہ دارانہ عہدہ پر تقرر عمل میں آیا آپ اپنے فرائض منصبی جس محنت شاقہ اور دلچسپی سے ادا فرماتے رہتے ہیں اس کا حال ملک و مالک پر اظہر من الشمس ہے نواب صاحب کو قومی کاموں سے خاصی دلچسپی ہے۔

نواب رحمت یار جنگ بہادر

از محمد امیر احمد عثمانیہ مولف

آپ کا اسم گرامی محمد رحمت اللہ صاحب ہے آپ کی ولادت غرہ رمضان ۱۳۰۵ھ شب پنجشنبہ کو حیدرآباد میں واقع ہوئی آپ حاجی محمد قدرت اللہ صاحب کے صاحبزادہ ہیں اور آپ حیدرآباد کے قدیم خاندان کے فرد ہیں آپ کے بزرگوں کو حضرت غفران مآب میر نظام علیخان کی ہمرکابی کی عزت حاصل تھی اور چارصدی منصب وخطاب خانی سے سرفراز فرمائے گئے آپ نے بھی اس منصب سے ورثہ پایا ہے آپ کے جد منشی محمد علی مرحوم نواب سرآسمانجاہ مرحوم کے اتالیق و استاد تھے۔

تعلیم وتربیت عربی۔فارسی کی تعلیم مدرسہ عثمانیہ دارالعلوم میں ہوئی اور ۱۹۰۱ء میں علیگڈھ سے امتحان انٹرنس پاس کرکے نظام کالج میں داخل ہوگئے سال دوم میں تھے کہ ۹۔خورداد ۱۳۱۵ف کو بمنظوری سرکار موعود الخدمت سوم تعلقداری مال پائے جملہ امتحانات مال میں آپ نے امتیاز کے ساتھ کامیابی حاصل کی آپ بچپن ہی سے جفاکش۔ذہین الطبع واقع ہوئے ہیں اور بہت ہی قلیل عرصہ میں آپنے معبوضہ فرائیض کو حسن وخوبی سے انجام دیا اور اس کارگذاری کے صلہ میں احاطہ مدراس کے اضلاع بلہاری وکرشنا میں اسسٹنٹ کلکٹر کی حیثیت سے مختلف شعبہ جات میں کام کیلئے بھیجدیا۔ ۱۹۰۸ء میں حیدرآباد واپس ہوئے یہاں اگزامنر آف اکونٹس کے ساتھ تنقیح حسابات کے کام میں مشغول ہوگئے تیر ۱۳۱۸ف میں سوم تعلقدار کاماریڈی کی خدمت سے آپ کی عملی زندگی کا آغاز ہوا ۱۵۔دے ۱۳۲۲ف کو مددگار فینانس کی جگہ پر آپ منتقل کئے گئے جہاں ۱۳۔اسفندار ۱۳۲۷ف تک کارگذار رہے سررشتہ جات اعداد وشمار اور مردم شماری کے وقت ناظم مقرر ہوئے ۱۳۳۳ف میں قحط کی زہر یلی آب وہوا سے متاثر علاقہ جات میں آپ فراہمی اجناس کا بہترین انتظام فرمایا۔اور صدہا جانین اس بلائے بے درمان سے محفوظ ہوگئیں۔

اس کے بعد آپ کی شاندار کارگذاری نامدیڑ سے تعلق رکھتی ہے جہاں پر آپ نے مالک کی خوشی اور رعایا کی خوشنودی اور امن عامہ کو برقرار رکھا۔

اعلحضرت سلطان العلوم کی دوررس نگاہوں نے آپ کو محکمہ کوتوالی کے لئے منتخب کیا اور آپ شریک کوتوال بنائے گئے اور بتقریب جشن سالگرہ سلطان دکن آپ کو نواب رحمت یار جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب کے وظیفہ پر علیحدہ ہونیکے بعد آپ کو کوتوالی جیسی اہم ترین خدمت پر فائز ہوئے آپ کے انتظامات قابل تحسین ہیں۔

نواب سلطان یار جنگ بہادر

از محمد امیر احمد عثمانیہ مولف

آپ کا اسم گرامی امیر سلطان ہے آپ مولوی آغا محمد علی خاں صاحب نواب آغا یار جنگ بہادر کے فرزند ہیں بتاریخ یکم شہریور ۱۲۹۹ف میں پیدا ہوئے اور مدرسہ عالیہ میں تعلیم پائی۔ علمی انہماک اور تفریحی مشاغل کے باعث اساتذہ کو خوش رکھا آپ ایک بہترین کھلاڑی کی حیثیت سے بھی مشہور عام ہوئے آپ کو کرکٹ فٹ بال ٹنس وغیرہ جیسے کھیلوں سے خاصی دلچسپی ہے۔

ایک عرصہ تک سرکاری لفٹنٹ کی حیثیت سے پیشی میں رہ کر خدمتگذاری کا شرف اور انعامات پانے کا افتخار حاصل کرتے تھے ۱۳۱۷ف میں بحیثیت لفٹنٹ فوج سرکار عالی میں شریک ہوگئے اور سات سال تک نہایت حسن خوبی سے اسی خدمت کو انجام دیا۔ نواب عماد جنگ بہادر کوتوال بلدہ نے آپ کو اپنا شریک کار بنا لیا اور بذریعہ فرمان خسروی علاقہ فوج سے علاقہ کوتوالی میں منتقلی عمل میں آئی۔ اس زمانہ سے مالک و مملوک کی خدمت اس سررشتہ میں رہ کر انجام دیتے رہے ہیں آپ نوانین فوج و کوتوالی میں کامیابی حاصل کرنے کے سوا جوڈیشل میں بھی کامیاب ہوگئے اکثر والسرائے اور دیگر افراد

حکومت برطانیہ آپ کے حسن انتظام سے خوش ہو کر انعامات عطا فرمائے۔ طغیانی رود
اور امراض طاعون و انفلوئنزا کے وقت آپ ہمیشہ اپنے برادران وطن کی امداد میں
پیش پیش رہے۔
اعلیحضرت سلطان العلوم نے آپ کو آپکی خدمات کے صلہ میں سلطان یار جنگ بہا
کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

خان بہادر احمد علاء الدین صاحب

از محمد امیر احمد مولف

خان بہادر بالعموم ہندوستان اور خاص کر ریاست حیدرآباد میں اپنی فیاضی
سبب بیحد مشہور ہیں آپ کی تعلیمی سرپرستیاں اور محتاجین کی دستگیری ضرب المثل بن گئی
ہے آپ نادار طبقہ کی بیحد سرپرستی فرمایا کرتے ہیں۔ سکندرآباد کی مشہور و ممتاز ہستی
سے خان بہادر صاحب کی ذات عالی بھی ایک ہے۔ آپ نے کئی عمارتیں وقف
فرما کر اپنی غیر معمولی تعلیمی دلچسپیوں کی ناقابل فراموش ثبوت دیا۔
خان بہادر کو اعلیحضرت بندگان عالی کی ذات والاصفات سے بیحد عقیدت
حال ہی میں آپ نے اپنے آقائے ولی نعمت کی جشن سمیں کی مبارک تقریب پر
دس ہزار روپیہ بطور نذر پیش کرنے کی عزت حاصل کی ہے۔ ایسے مخیر اور روشن
خیال ہستیوں سے آیندہ بھی ملک بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں۔

فضل محمد خانصاحب ناظم تعلیمات

از محمد امیر احمد مولف جنتری

فضل محمد خان - آپ ضلع ہوشیارپور پنجاب کے ایک نامور خاندان افاغنہ لودی کے ہونہار فرد ہین اور اسوقت مملکت سرکار عالی میں ناظم تعلیمات (ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن) کے ممتاز منصب پر فائز ہین آپ کی پیدایش ۱۸۷۴ء (۱۲۹۲ف) مین اپنے وطن ہی میں ہوئی اور وہین سرکار انگریزی کے مدارس مین ابتدائی مکتبی تعلیم حاصل کر کے آپ گورنمنٹ کالج لاہور مین داخل ہوئے جہان آپ کی قابلیت اور ذہانت کا بہت جلد شہرہ ہونے لگا اور ہر یونیورسٹی کے امتحان مین آپ سارے صوبہ پنجاب مین امتیازی خصوصیت حاصل کرتے رہے حتیٰ کہ جب ۱۹۰۲ء مین آپ بی - اے - یچ امتحان میں ساری یونیورسٹی مین اول آئے تو حسب معمول آپ کو ولایت جاکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے سرکاری وظیفہ ملا - چنانچہ آپ نے انگلستان جاکر کیمرج یونیورسٹی مین نمایان کامیابی کے ساتھ بی - اے پاس اور فن ریاضی مین اول رنیگلر کا امتیاز حاصل کیا جو اسوقت تک دنیا مین کسی مسلمان کو حاصل نہیں ہوا تھا اس اعلیٰ کامیابی کے بعد واپسی پر حکومت پنجاب ہی کے تعلیمی مین منصب ملازمت حاصل ہوگئی اور ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۴ء تک آپ اپنے صوبہ ہی میں اعلیٰ خدمات انجام دیتے رہے یہانتک کہ سرکار عالی نے انکی اعلیٰ قابلیت سے مطلع ہوکر آپ کی خدمات یہان کے محکمہ تعلیم کے لیے مستعار لیں اور مقررہ میعاد مستعاری پوری کرنے کے بعد آپ پنجاب واپس گئے یہان ۱۹۲۸ء تک آپ ذمہ دار تعلیمی عہدہ پر قابلیت کے ساتھ کام کرتے رہے - آخرالذکر سال مین نواب مسعود جنگ بہادر کے وظیفہ یاب ہونے پر سرکار عالی کو آپ کی خدمات کی پھر ضرورت ہوئی اور اس مرتبہ آپ ناظم تعلیمات کے اعلیٰ منصب پر مقرر کیے گئے جس پر اسوقت تک آپ کارفرما ہیں اور

اور مملکت حیدرآباد کی تعلیمی ترقی بہت بڑی حد تک آپ کے اعلیٰ انتظامی قابلیت اور ان تھک اصلاحی کوششوں کی رہین منت ہے۔ نواب مسعود جنگ کا دورِ نظامت جن انقلاب انگیز اصلاحات کا حامل تھا ان کو نباہنے کے لئے خانصاحب ہی جیسے فاضل اور کاردان حاکم کی ضرورت تھی اور اس مین شک نہیں کہ آپ نے اپنے دور میں نہ صرف گزشتہ اصلاحات کو نباہا بلکہ تعلیمی ترقی کی رفتار کو بہت کچھ تیز کر دیا جس کا نتیجہ یہہ ہے کہ آج اس مملکت کی تعلیمی حالت اکثر برطانوی ہند کے صوبوں سے بہتر ہے ۔

عبدالباسط خانصاحب صوبہ دار ورنگل

از محمد امیر احمد (عثمانیہ) مؤلف

عبدالباسط خانصاحب خلف مولوی محمد عبدالباقر خانصاحب وکیل مرحوم ۔ آپ کے بزرگون مین سے حکیم محمد باقر خان صاحب دہلوی حضرت ناصرالدولہ کے عہد مین طبیب شاہی تھے آپ کے والد ماجد کا شمار بلدہ کے سربرآوردہ وکلاء مین تھا آپ کی ولادت (۸) رجب ۱۳۰۵ھ م ۲۸ - اردی بہشت ۱۲۹۷ف کو بلدہ مین ہوئی۔ مشرقی تعلیم گھر مین پائی مدرسہ عالیہ و نظام کالج کی تعلیم سے ایف اے پاس کیا۔ دوران تعلیم پرنسپل صاحب نظام کالج ہمیشہ آپ کے علمی سعف کی تعریف کی ہے ۔ آپ کو تاجدار دکن کی ولیعہد ساتھ کھیلنے کا شرف حاصل ہوا ۔ اور یہہ اعزاز خاص طور پر اعلیحضرت غفران مکان کے حکم کے تحت حاصل ہوا ۔ بعد فراغت تعلیم مسٹر ڈنلاپ کی توجہ سے آپ محکمۂ مال مین بحیثیت کارآموز شریک کرلیے گئے ۔ امتحان بندوبست مین سب سے اول رہے جس کی وجہ سے ضلع رائچور کی سوم تعلقداری پر مسٹر ڈنلاپ کی سفارش سے تقرر عمل مین آیا نواب محمد نواز جنگ بہادر سابق صوبہ دار ورنگل نواب فصیح جنگ مرحوم مولوی یوسف الدین صاحب اور عمر یار جنگ بہادر جیسے تجربہ کار رمالدین صوبہ داران کی مددگاری کا فخر بھی حاصل ہوا۔ متذکرہ اصحاب نے

آپ کے بارے مین نہایت قیمتی رائین دی ہین ۱۳۲۶ف مین پائیگاہ وقارالامراء مین بحیثیت میر مجلس کام کرتے رہے - پائیگاہ کے حسن انتظام سے خوش ہو کر مسٹر ا-سے ین صدرالمہام نے اپنی خدمت سے سبکدوش ہونے کے قبل سو روپیہ ماہی وظیفہ تاحیات کی سفارش فرمایا اس کے بعد مولوی عبد الباسط خان صاحب کی خدمات سرکار عالی مین دوم تعلقداری پر منتقل ہوئین - نواب عقیل جنگ بہادر جب کہ صنعت وحرفت اور پائیگاہ کی صدارت فرمارہے تھے - صوبہ دار صاحب ممدوح کے بارے مین صدرالمہام وقت سر علی امام بہادر مرحوم نے زبردست سفارش فرمائی کہ انجمن امداد باہمی کی نظامت ان کے سپرد کی جائے تو انسب ہے ۱۳۳۱ف مین فرمان مبارک کے نفاذ سے آپ کو امداد باہمی کی نظامت سپرد کی گئی - اس کے چند ہی سال بعد اول تعلقدار کے عہدہ پر ترقی کی - چونکہ آپ محنتی فرض شناس اور تجربہ کار عہدہ دار ہین اپنی ہردلعزیزی اور محنت شاقہ کے سبب صوبہ داری کی اہم ترین خدمت پر مامور کر دیا گیا - جب سے آج تک نہایت حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہین -

اس کے علاوہ صوبہ دار صاحب ممدوح کی علمی سرپرستی - سخاوت اور رعایا پروری سارے صوبہ مین مشہور عام وخاص ہے - خدا آپ کو سلامت رکھے -

ٹیپو خان صاحب بہادر مرحوم

آپ کا وطن مالوف حیدرآباد دکن ہے آپ کے والد بزرگوار محمد نور خان شہسواری میں بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کے استاد تھے۔ غفران مکان نواب روشن الدولہ مغفور کو گھوڑے کی سواری کے مشق کرانے کا اعزاز محمد نور خان مرحوم کو حاصل تھا۔ انھوں نے ۱۲۷۱ھ میں انتقال کیا ان کے تین فرزند تھے جس میں ایک ٹیپو خان بہادر بھی ہیں۔ اور آپ بھی فن شہسواری میں والد بزرگوار کی طرح یکتا تھے اور آپ کو حضرت غفران منزل مغفرت مکان کو گھوڑے کی سواری کی مشق کرانے کا بھی فخر حاصل تھا۔ اس طرح تقرب سلطانی روز افزوں ترقی کا باعث ہوئی۔ آپ کی حسن خدمت واطاعت وجان نثاری حضرت غفران مکان کے خاطر اقدس میں جمع کرلی اور الطاف سلطانی و نوازشات شاہی مبذول ہوتے رہے۔ چنانچہ ابتدا ۱۳ھ میں آپ کو گوڑور کی جاگیر بھی عطا ہوئی اور ۱۳۰۸ھ میں خطاب خانی و بہادری و منصب یک ہزاری سے سرفرازی ہوئی آپ کو سیر وشکار میں ہمرکابی بھی شرف حاصل تھا آپ کو اعزاز درجہ سوم کے اختیارات عدالتی بھی جاگیر میں استعمال کے لیے عطا ہوئے۔ خانصاحب مرحوم کو اس کے بعد بھی حال اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے دور عثمانی میں بھی بہ سلسلہ سابق خدمات باغات واصطبل و چابک سواران شاہی کی نگرانی متعلق رہی اور وقتاً فوقتاً بارگاہ سلطانی میں باریابی کا شرف ملتا رہا۔ خدا نے آپ کو ایک فیاض اور ہمدرد خلائق دل عطا فرمایا تھا۔ شیخ الوقت حضرت آغا داؤد صاحب قبلہ ابوالعلائی مرحوم مغفور سے بیعت کا شرف رکھتے تھے اور نیز حاجی بھی تھے۔ خیر خیرات میں دل کھولکر روپیہ خرچ کرتے تھے مسکین وغریب پریشان حال لوگوں کی دستگیری آپ کا شعار تھا۔ تا دم زیست سخاوت واخلاق کا سرچشمہ بنے رہے اکثر وبیشتر رفاہ عام کے اعلیٰ کام یادگار چھوڑے حیدرآباد میں سب سے پہلی مرتبہ ایک سرائے قریب ریلوے اسٹیشن نامپلی تعمیر کی جس میں

ٹھہرنے والے مسافرین کو تین روز تک کھانا بھی دیا جاتا تھا متعدد مساجد تعمیر کیے جس میں ٹیپو خان
کی مسجد اندرون دروازہ نیا پل ایک اندرون سرائے نامپلی ایک مسجد بمقام اڈکمیٹ حال
روبرو یونیورسٹی معہ ایک باؤلی اور ایک مسجد بمقام چمن افضل گنج اور ایک بمقام شاہ علی بنڈہ
اور ٹیپو خان کا پل حمایت ساگر کے راستہ مین نیز ڈنگم نہایت مشہور و ضروری تعمیرات ہین۔
انتقال سے کچھ عرصہ قبل آپ نے ایک اور بڑا وقف تخمیناً دو لاکھ کی مالیت جو صدہا روپیہ
ماہوار کی آمدنی کی جائداد دین فی سبیل اللہ چھوڑا ہے اور سرکار عالی حال ہی میں تجویز کیا
ہے کہ اس وقف و آمدنی کے مصارف پر محکمہ امور مذہبی نگرانی رکھے اور حسابات کی
تنقیح کرنے کا ہر مسلمان کو حق حاصل ہے۔ گویا یہہ جائداد کی آمدنی مرحوم نے اپنے اسلامی
بھائیوں کیلیے دینی کاموں مین وقف کی ہے ہر مسلمان کو ایسے مخیر کے حق مین دعائے
خیر کرنی چاہیے۔ المختصر آپ حسب فحواء اس شعر کے حیدر آباد دکن میں صحیح مصداق گزرے ہین

نام منظور ہو تو کچھ فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

آپ کی وفات ۷۔ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۹ بہمن ۱۳۲۶ف بعمر ۹۴
سال ہوئی جن کی قبر اپنے پیر و مرشد حضرت محمد حسن صاحب قبلہ کی درگاہ مین ہے اور
ان کے فرزندان حسب ذیل ہیں۔

حاجی محمد ٹیپو خان

- حاجی محمد تہیار خانصاحب
- محمد دولت خانصاحب
- حاجی محمد وارث خانصاحب
- حاجی محمد بڈھن خانصاحب
- محمد محمود علیخانصاحب
- محمد یوسف علیخانصاحب (عثمانیہ)

غزل

مستِ کیفِ یاس ہوں اب کچھ نہ سمجھاؤ مجھے
اے مرے ارمان و حسرت بھول ہی جاؤ مجھے

ہے غمِ پیہم ہی جب سرمایۂ ہستی مرا
کیوں نگاہِ لطف سے ناحق بھی ترساؤ مجھے

وجہِ تسکیں ہے مجھے بھی گریۂ بے اختیار
پھر بعنوانِ ادائے برق تڑپاؤ مجھے

یا بدل دو میری قسمت یا بدل دو طرزِ جور
یا پشیمانِ جفا ہو کر نہ ستاؤ مجھے

اتنی مہلت دو کہ بہہ جائیں مرے ذراتِ دل
اشک بھر آتے ہی آنکھوں میں یاد آؤ مجھے

دے کے اذنِ مرگ لٹا دو نظامِ حسن و عشق
میں تمہیں یاد آؤں گا اب تم نہ یاد آؤ مجھے

میں نے سجدہ کر دیا اے سازؔ بابِ یار پر
اب رموزِ بندگی کوئی نہ سمجھاؤ مجھے

محمد رضوی سازؔ - بی۔ اے۔
عثمانیہ

سلاطین آصفیہ کا سلسلہ گہربار و ابد مدت

نام اصلی	خطاب	سنہ تولد	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات	مدت العمر
۱۔ نواب چین قلیچ خان	نظام الملک آصفجاہ اول	سنہ ۱۰۸۲ھ	سنہ ۱۱۰۳ھ	۴۳ سال	سنہ ۱۱۶۱ھ	۸۰ سال
سب سے بڑے لڑکے ۱۔ نواب غازی الدین خان	فیروز جنگ ثانی	سنہ ۱۱۲۰ھ بطن سید النسا بیگم				
دوسرے ،، (۲) میر احمد	نواب ناصر جنگ	سنہ ۱۱۲۴ھ	،،			
تیسرے ،، (۳) میر محمد	نواب صلابت جنگ					
چوتھے ،، (۴) میر نظام علیخان	نظام الملک آصفجاہ ثانی					
پانچویں ،، (۵) میر محمد شریف	بسالت جنگ					
چھٹے لڑکے (۶) میر مغل علیخان	ہمایون جاہ ناصر الملک					
میر ہدایت محی الدین (مظفر جنگ)	نواب آصفجاہ اول					
نواب ناصر جنگ شہید		سنہ ۱۱۲۰ھ	سنہ ۱۱۶۱ھ	۴ سال	سنہ ۱۱۶۴ھ	۲۴ سال
مظفر جنگ			سنہ ۱۱۶۳ھ			
نواب صلابت جنگ		سنہ ۱۱۳۰ھ	سنہ ۱۱۶۴ھ	۱۱ سال	سنہ ۱۱۷۷ھ	۴۴ سال
(۲) نواب نظام علیخان	نظام الملک آصفجاہ ثانی	سنہ ۱۱۴۶ھ	سنہ ۱۱۷۵ھ	۴۳ سال	سنہ ۱۲۱۸ / ۱۸۰۳	۷۲
(۳) میر اکبر علیخان نواب سکندر جاہ بہادر نظام الملک آصفجاہ ثالث مغفرت منزل		سنہ ۱۱۸۳ھ	سنہ ۱۲۱۸ / ۱۸۰۳ء	۲۶ سال	سنہ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۹	۶۲ سال
(۴) میر فرخندہ علیخان نواب ناصر الدولہ نظام الملک آصفجاہ رابع غفران منزل		سنہ ۱۲۰۸ھ	سنہ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۹	۲۹ سال	سنہ ۱۲۷۳ / ۱۸۵۷	۶۵ سال
(۵) میر تہنیت علیخان نواب افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ خامس مغفرت مکان		سنہ ۱۲۴۳	سنہ ۱۲۷۳ / ۱۸۵۷ء	۱۳ سال	سنہ ۱۲۸۵ء / ۱۸۶۹ء	۴۲ سال
(۶) نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ سادس غفران مکان		سنہ ۱۲۸۳ھ	سنہ ۱۲۸۵ء / ۱۸۶۹	۴۲ سال	سنہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء	۴۴ سال
(۷) اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخان نظام الملک آصفجاہ سابع		سنہ ۱۳۰۲ھ یکم رجب				

مرتبہ غلام محبوب خانصاحب

ذیل میں ریاست حیدرآباد کے مدارالمہاموں کی تفصیل درج کیجاتی ہے جو سنہ ۱۷۵۰ء سے آج تک ہوتے آئے ہیں - مرتبہ جناب غلام محبوب صاحب

نام مدت	مدت وزارت	
۱- نواب دیانت خان		سلطنت آصفیہ کے سب سے پہلے وزیر تھے -
(۲) راجہ رگناتھ داس	سنہ ۱۷۵۰ء سی سنہ ۱۷۵۲ء تک	یہ دوسرے وزیر تھے جو فوجی تنخواہ میں ابتری واقع ہونے سی فوج کے ہاتھوں مارے گئے
(۳) نواب سید لشکر خاں رکن الدولہ بہادر	سنہ ۱۷۵۲ء سی سنہ ۱۷۵۵ء تک	مسی بوسی فرانسیسی کی سازش سے موقوف ہوئے -
(۴) نواب شہنواز خان صمصام الدولہ	سنہ ۱۷۵۵ء سی سنہ ۱۷۵۸ء تک	مسی بوسی فرانسیسی کی سازش سی ہنگامہ حیدر جنگ میں مقتول ہوئے
(۵) نواب بصالت جنگ بہادر	سنہ ۱۷۵۸ء سی سنہ ۱۷۶۱ء تک	آپ اپنے بھائی کی سلطنت مین دیوانی کا کام انجام فرماتے رہے
(۶) راجہ پرتاپ ونت بہادر	سنہ ۱۷۶۱ء سی سنہ ۱۷۶۳ء تک	مرہٹون کی جنگ مین دریائے گوداوری کے قریب مارے گئے
(۷) نواب رکن الدولہ بہادر	سنہ ۱۷۶۵ء سی سنہ ۱۷۷۵ء تک	جو دوبارہ اسی خدمت پر مامور ہوکر بوجہ سازش سنہ ۱۷۷۵ء مین مارے گئے
(۸) نواب قادر الدولہ بہادر		رکن الدولہ کے بعد تین سال تک دیوان رہے
(۹) نواب ارسطوجاہ مشیر الملک بہادر	سنہ ۱۸۰۴ء تک دیوان رہے	دیوانی کی خدمت کے ایام مین انتقال ہوا
(۱۰) نواب میر عالم بہادر	سنہ ۱۸۰۴ء سی سنہ ۱۸۰۸ء تک	دیوانی کا کام انجام دیتے رہے انکو برٹش گورنمنٹ کیجانب سے ہزار ماہوار بطور پنشن مقرر تھی
(۱۱) نواب منیر الملک بہادر	سنہ ۱۸۰۹ء سی سنہ ۱۸۳۲ء تک	راجہ چندولال کو اپنا نائب رکھکر خدمت دیوانی کو انجام دیتے تھے
(۱۲) راجہ چندولال بہادر	سنہ ۱۸۳۲ء سی سنہ ۱۸۴۳ء تک	دیوانی انجام فرماتے رہے یہ بڑے درجہ کے سخی و مخیر تھے -
(۱۳) راجہ رام بخش بہادر	سنہ ۱۸۴۳ء سی سنہ ۱۸۴۶ء تک	منصف وزارت پر ممتاز تھے -
(۱۴) نواب سراج الملک بہادر	سنہ ۱۸۴۶ء سی سنہ ۱۸۴۸ء تک کمرر سنہ ۱۸۵۱ء سی سنہ ۱۸۵۳ء	سنہ ۱۸۴۸ء اور سنہ ۱۸۵۱ء کے مابین ایام مین نواب امجد الملک ایک مہینہ اور نواب شمس الامراء بہادر چھ مہینے اور راجہ رام بخش ایک سال سات مہینے اور راجہ گنیش راؤ تین مہینے دیوان رہے -
(۱۵) نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر	سنہ ۱۸۵۳ء سی سنہ ۱۸۸۳ء تک	ابتدائے عمر گی سی اپنی خدمات کو انجام فرمائی اپنی خوش نظمی کے باعث مدبر امور ملکی مشہور معروف ہیں
(۱۶) نواب میر لائق علیخان بہادر سالار جنگ ثانی عماد السلطنت	سنہ ۱۸۸۳ء سی سنہ ۱۸۸۷ء تک	بعد مین مستعفی ہوکر خدمت دیوانی سے علیحدہ ہوگئے
(۱۷) امیر کبیر نواب سر آسمانجاہ بہادر	سنہ ۱۸۸۷ء سی سنہ ۱۸۹۴ء تک	مسند وزارت پر کیخواہی تمام رونق افروز رہکر سبکدوشی حاصل کیے
۱۸- نواب سر وقار الامرا بہادر	سنہ ۱۸۹۴ء سی سنہ ۱۹۰۱ء تک	مسند وزارت پر جلوہ افروز رہکر رخصت علیحدگی لے لیے -

۱۹- راجہ راجایان راجہ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر سنہ ۱۹۰۱ء سے

۲۰- سر یوسف علیخان سالار جنگ بہادر

شرح ٹکٹ از سکندرآباد تا مقامات مندرجۂ ذیل

اسٹیشن	براہ	فرسٹ	سکنڈ	میل و ایکسپریس
آگرہ	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اورنگ آباد	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اٹارسی	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
احمد آباد	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بڑودہ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سورت	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بمبئی	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پونا	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شولاپور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
واڑی	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بیگم پیٹھ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مارواڑ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
وقار آباد	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اندور	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بھوساول	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اجمیر	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جے پور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کھانڈوا	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بنارس	بلہار شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
الہ آباد	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ناگپور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
قاضی پیٹھ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بجواڑہ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بھونگیر	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بھوپال	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کانپور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اسٹیشن	براہ	سکنڈ	فرسٹ	میل و ایکسپریس
اٹارسی	براہ بلہار شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بینا	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
متھرا	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دہلی	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
لاہور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شملہ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کلکتہ	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
محبوب نگر	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ڈورناچلم	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بنگلور	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میسور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رائچور	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ٹنگلور	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اوٹکمنڈ	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
"	بجواڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مدراس	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
آگرہ	بلہار شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
احمد نگر	واڑی اور دھونڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بمبئی	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کلکتہ	بجواڑہ و والٹر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
لکھنو	بلہار شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مدراس	واڑی و رائچور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
"	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اوٹکمنڈ	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کرنول		[illegible]	[illegible]	[illegible]
محمد آباد بیدر		[illegible]	[illegible]	[illegible]
جیپور		[illegible]	[illegible]	[illegible]

سکندرآباد تا بمبئی بڑی لائن (شرح ٹکٹ)

اوقات آمد میل	اوقات آمد اکسپرس	نام اسٹیشن	اوقات رفت میل	اوقات رفت اکسپرس	شرح ٹکٹ از سکندرآباد فرسٹ	سیکنڈ	تھرڈ
۴-۵	۸-۵۴	سکندرآباد جنکشن	۹-۵ صبح	۵-۵ عصر	۰	۰	۰
۳-۳۳	۷-۵۵	حیدرآباد دبی جی نامپلی	۹-۳۹	۵-۳۰	۱۲ ر	۶ ر	۱ر۹ سر
۳ ۲۱	۷-۳۴	بیگم پیٹھ	۹-۵۰	۵-۴۱	عہ ۲ ر	۹ ر	۲ر۹ سر
۱۱-۱۸	۳-۵ شب	واڑی تبدیل آمد / رفت	۲-۰ / ۲-۵۲	۱۰-۱ شب / ۱۰-۲۶	دیسہ ۲ ر	۱عہ	عاسہ ۲ ر
۹-۵۶ روز	۱-۴۰ شب	گلبرگہ	۳-۵۲	۱۱-۱۹	ہدعہ	لعہ	عاں ۱۱ ر
۷-۸۴	۱۱-۲۳	ہنگی	۶-۸	۱-۲۶	دعمہ ۱۰ ر	بعسہ ۱۳ ر	سے ۱۲ ر
۷-۱	۱۰-۱۴	شولاپور	۶-۴۴ شب	۱-۵۵	عیمہ ۱۲ ر	بدعہ ۶ ر	سے ۱۴ ر
۵-۲۰	۹-۱۱	کردواڑی	۸-۴۰	۳-۱۷	ءیسہ ۱۴ ر	عیہ ۷ ر	للعہ ۱۱ ر
۲-۴۲	۶-۵۵	دھونڈ	۱۱-۴۰	۵-۱۳	لوبسہ ۸ ر	لوعمہ ۱۲ ر	صہ ۱۲ ر
۱-۱۰	۵-۳۵	پونہ	۱-۳۵	۶-۴۰ صبح	بدللعہ ۱۵ ر	لہعمہ ۱۵ ر	سے ۷ ر
۱۰- رات	۱-۵۵ دن	بمبئی	۶-۰	۱۰-۱۵	دصہ ۱ ر	ابعمہ ۹ ر	سے ۵ ر

حیدرآباد تا کلکتہ براہ بیجواڑہ بڑی لین

اوقات آمد	اسٹیشن	اوقات رفت
۳-۵۴ دن	حیدرآباد دبی جی نامپلی	۸-۲۸ صبح
۳-۵۴ دن	سکندرآباد	۹-۲۰
۱۱-۲۲	قاضی پیٹھ	۱-۰
۱۰-۵۴	بیجواڑہ تبدیل آمد / رفت	۶-۲۰ شب / ۵-۲۵ صبح
۶-۵۰	راجمندری	۹-۲۰
۵-۵	سیاکلوٹ تبدیل آمد / رفت	۱۰-۱۷ / ۱۰-۵۵
۱-۰	والڈ اسحاق ٹین	۲-۲۵
۱۲-۱۳	وزیانگرم	۳-۵۲
۴-۲۴	کرداروڈ تبدیل آمد / رفت	۱۱-۴۶ / ۴-۲۰
۷-۱۰	کلکتہ	۱۰-۲۸ صبح

حیدرآباد تا کلکتہ براہ بلہارشاہ بڑی لین

آمد	اسٹیشن	رفت
۶-۵۰	حیدرآباد دبی جی نامپلی	۷-۱۸ شب
۵-۲۴	سکندرآباد	۷-۵۰
۲ تا ۲۴	قاضی پیٹھ	۱۱-۵
۹-۱۰ شب	بلہارشاہ	۴-۳۰
۶-۶	وردھا	۷-۲۰

۴-۱۰	ناگپور	۸-۵۰	۵-۵۲	بلاسپور	۴-۳۱
۹-۷۴ صبح	رائپور	۲-۴۶	۶-۴۵	کلکتہ	۱- صبح

حیدرآباد دتا مدراس واوٹاکمند براہ بجواڑہ بڑی لین

اوقات آمد		اسٹیشن		اوقات رفت	
۶-۵۰	۳-۴۵	حیدرآباد دی جی ناپیلی		۸-۲۸ صبح	۷-۱۸ شام
۶-۲۴	۳-۷	سکندرآباد		۹-۲	۷-۵۰
۱۰-۲۸ رات	۱۱-۲۲ دن	قاضی پیٹھ		۱-۰	۳-۱۰ دن
۸-	۸-۵۰ صبح	ڈورنکل		۳-۲۴	۵-۳
۵-۱۰ شام	۵ صبح	بجواڑہ تبدیل	آمد	۱۱-۵ رات	۷-۲۸ شب
			رفت	۷-۴۵ صبح	۴-۰ عصر
۸- صبح	۸-۳۰ رات	مدراس تبدیل	آمد	۷-۵۴ صبح	
			رفت	۹-۱۵ رات	
۷-۲۴ رات		پداپور تبدیل	آمد	۷-۱۵ صبح	
			رفت	۷-۲۸	
۵-۵۴		مینوپولیم تبدیل	آمد	۸-۴۰	
			رفت	۹-۵	
۳-۵۳		کونوز تبدیل	آمد	۱۱-۱۲	
			رفت	۱۱-۱۲	
۳-۰		اوٹاکمند		۱۲-۱۰	

حیدرآباد دتا دہلی ولاہور وشملہ براہ بلہارشاہ

اسٹیشن		رفت
حیدرآباد دی جی		۷-۱۸ شام
سکندرآباد		۷-۵۰ ؍؍
ناگپور	آمد	۸-۵۵
	رفت	۹-۲۵
اٹارسی		۴-۴۹
دھلی	آمد	۸-۵
	رفت	۸-۴۰
لاہور	آمد	۱۰-۵ شب
	رفت	۱۰-۴۰
راولپنڈی		۹-۲۰
دھلی		۹-۳۵ شب
کالکا		۵-۳۲
شملہ		۱۱-۳۶ دن

حیدرآباد دتا بیدر

اوقات آمد		اسٹیشن	اوقات رفت	
۴-۵	۱۰-۲۰ شب	سکندرآباد	۷-۱۷ صبح	۹-۵ صبح
۳-۳۳	۹-۴۴	حیدرآباد دی جی	۸-	۹-۳۹
۱-۳۲	۲-۵۷	وقارآباد تبدیل آمد	۱۰-۱۳	۱-۸
		رفت	۱۰-۲۳	۳-۲۳
		محمدآباد بیدر	۱-۲۱	۶-۵۴

سکندرآباد تا کرنول مدراس بنگلور میسور و اوٹاکمنڈ براہ دوڑناچلم چھوٹی لین

اوقات آمد	اسٹیشن	اوقات رفت
۷-۱۵ صبح	سکندرآباد	۶-۰۴ صبح
۶-۸۴	حیدرآباد	۷-۱
۳-۳۲	محبوب نگر	۱۰-۲
۱۱-۷۳	کرنول	۱-۳۴
۱۰-۵	دوڑناچلم تبدیل آمد / رفت	۲-۵۹ / ۳-۱۴
۸- صبح	گنٹکل آمد / رفت	۵-- / ۵-۵۴
۷-۱۵-	کوئی	۶-۶۴
۹-۴۵ رات	ارکونم	۴-۲۵-
۸--۴ شب	مدراس	۵-۵۵ صبح
۷-۵۴	گنٹکل	۶--۱۰ صبح
۹--۳۰	بنگلور آمد / رفت	۶-۱۵ صبح / ۷--۲۰
۳-	میسور	۱۱-۲۰
۶-۵۴	بنگلور	۹-۲۵
۱۰-۲۴	پداپوز آمد / رفت	۱-۳۰ / ۳--۵
۶--۴ شب	میٹوپولیم آمد / رفت	۶- / ۶--۳۰
۳-۱۲ دن	اوٹاکمنڈ	۱۰-۱۵

حیدرآباد تا دہلی براہ منماڑ چھوٹی لین

اسٹیشن	اوقات رفت	
حیدرآباد	۷--	۶-۲۵
سکندرآباد	۷-۲۴	۷--۳۰
پورنا	۴-۸	۵-۱۸
پربھنی	۵-۴	۶-۱۵ شب
جالنہ	۸-۳۹ شب	۹-۱۴ صبح
اورنگ آباد	۱۰-۲۲	۱۱-۳۱
منماڑ تبدیل آمد / رفت	۱-۲۵ رات / ۲-۵۴	۲-۸۴ دن / ۳-۱۸-
اٹارسی	۱-۳۵-	۶-۳۴ صبح
بھوپال	۳-۵۷	۸-۱۴
بینا	۶-۳۳ شب	۱۰-۱۵
جھانسی تبدیل آمد / رفت	۸--۵ / ۱-۵۴	۱-۳۵
کانپور	۶- صبح	۵-۵۷
لکھنو	۷-۲۷	۷-۱۶
جھانسی	۹--۳ رات	۱-۲۰- دن
آگرہ	۱-۸۴	۵-
متھرا	۳-۸ دن	۶-۷
دہلی	۶- صبح	۸-۲۳ رات

کرایہ	اسٹیشن				
۲ر	افضل گنج	۷--	۱۰--۵	۲-۱۵	۴-۳۰
	سکندرآباد		۱۱-۲۵	۳- دن	۵-عصر
	لالہ گوڑہ		۱۱-۳۲	۳-۷	۶-۳۷
	کٹکیسر	۷--۵	۱۲-۱۵	۳--۵	۶--۲
۱۴ر	بی بی نگر	۸--۱	۱۲-۳۵	۴-۱	۶-۵
۳ر	بھونگیر		۱-۵		
عہ ۸ر	آلیر		۱-۴۵	۷--۴	
عہ ۴ر	جنگاؤں		۲-۲۵	۸--۳ شب	

کرایہ بس سرویس حیدرآباد تا محبوب نگر

کرایہ	ریٹ چمن	۱	۲	۳	۴	۵	۶
	حیدرآباد	۷--	۸--۳۰	۱۰--۰	۲--۳۰	۳-۴۵	۴--۰
۲ر	شمس آباد	۸--۰	۹--۳۰	۱۱--۰	۳--۳۰	۴-۳۰	۵
۱۲ر	شادنگر	۹--	۱۰--۳۰		۴--۳۰	۵--۳۰	۶
عصر	شاہ آباد	۹--۳۰				۶--	
عہ ۱۲ر	محبوب نگر		۱۲--				۷--۳۰

بس سرویس حیدرآباد تا بھونگیر و جنگاؤں

کرایہ	حیدرآباد چمن				
		۶--۳۰	۱۰--۳۰	۲--	۴-۱۵

ایام	آذر ۱۳۴۵ ف	رجب-شعبان ۱۳۵۲ ھ	اکتوبر-نومبر ۱۹۳۳ء	۱۸۵۵	کیفیت تعطیلات	یادداشت
دوشنبہ	۱	۸	۷	۱۰	ایکیوم تعطیل عام آغاز سال نو فصلی و مالیہ ریاست	
سہ شنبہ	۲	۹	۸	۱۱		
چہارشنبہ	۳	۱۰	۹	۱۲		
پنجشنبہ	۴	۱۱	۱۰	۱۳		
جمعہ	۵	۱۲	۱۱	۱۴	چترا کارتی	
شنبہ	۶	۱۳	۱۲	پورنم	ایکیوم کی تعطیل عام جناب امیر علیہ السلام	
یکشنبہ	۷	۱۴	۱۳	[illegible]		
دوشنبہ	۸	۱۵	۱۴	۳	[illegible]	
سہ شنبہ	۹	۱۶	۱۵	۴	دو یوم کی تعطیل عرس حضرت شمس الدین ... صاحب خاص	
چہارشنبہ	۱۰	۱۷	۱۶	۵	دو یوم کی تعطیل عرس کوہ شریف حوالی بلدہ کیلئے۔ ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت حاجی سیاح صاحب دفاتر قندھار و نانڈیڑ کیلئے	
پنجشنبہ	۱۱	۱۸	۱۷	۶	״	
جمعہ	۱۲	۱۹	۱۸	۷		
شنبہ	۱۳	۲۰	۱۹	۸		
یکشنبہ	۱۴	۲۱	۲۰	۹		
دوشنبہ	۱۵	۲۲	۲۱	۱۰		
سہ شنبہ	۱۶	۲۳	۲۲	۱۱	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت معشوق ربانی صاحب خاص دفاتر ورنگل کیلئے	
چہارشنبہ	۱۷	۲۴	۲۳	۱۲		
پنجشنبہ	۱۸	۲۵	۲۴	۱۲	سواتی کارتی	
جمعہ	۱۹	۲۶	۲۵	۱۳	دو یوم کی تعطیل عام شب معراج	
شنبہ	۲۰	۲۷	۲۶	۱۴	״ ״ دو یوم کی تعطیل عام دیوالی	
یکشنبہ	۲۱	۲۸	۲۷	اماس		
دوشنبہ	۲۲	۲۹	۲۸	[illegible]	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار اعلان خود مختار سلطنت دکن آصفجاہی	
سہ شنبہ	۲۳	غرہ شعبان	۲۹	۲		
چہارشنبہ	۲۴	۲	۳۰	۳		
پنجشنبہ	۲۵	۳	۳۱	۴		
جمعہ	۲۶	۴	یکم نومبر	۵		
شنبہ	۲۷	۵	۲	۶		
یکشنبہ	۲۸	۶	۳	۷		
دوشنبہ	۲۹	۷	۴	۸		
سہ شنبہ	۳۰	۸	۵	۹		
•	•	•	•	•		

ایام	دے ماہ ۱۳۴۵ف	شعبان ۱۳۵۵ھ	نومبر ۱۹۳۶ء	کارتک ۱۸۵۸	کیفیت تعطیلات	یادداشت
چہارشنبہ	۱	۹	۶	۱۰-۱۱	دلیاکہ کارتی	
پنجشنبہ	۲	۱۰	۷	۱۲		
جمعہ	۳	۱۱	۸	۱۳		
شنبہ	۴	۱۲	۹	۱۴		
یکشنبہ	۵	۱۳	۱۰	[illegible]		
دوشنبہ	۶	۱۴	۱۱	[illegible]	دو یوم کی تعطیل عام شب برات	
سہ شنبہ	۷	۱۵	۱۲	۲	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار عقد مبارک شاہزادگان آصفی حضرت ولیعہد اعظم جاہ و حضرت معظم جاہ والاشان	
چہارشنبہ	۸	۱۶	۱۳	۳		
پنجشنبہ	۹	۱۷	۱۴	۴		
جمعہ	۱۰	۱۸	۱۵	۵		
شنبہ	۱۱	۱۹	۱۶	۶		
یکشنبہ	۱۲	۲۰	۱۷	۷	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت بابا شرف الدین صاحب رح خاص ترابلدہ و حوالہ بلدہ	
دوشنبہ	۱۳	۲۱	۱۸	۸		
سہ شنبہ	۱۴	۲۲	۱۹	۹	الوراوہ کارتی	
چہارشنبہ	۱۵	۲۳	۲۰	۱۰		
پنجشنبہ	۱۶	۲۴	۲۱	۱۱		
جمعہ	۱۷	۲۵	۲۲	۱۲		
شنبہ	۱۸	۲۶	۲۳	۱۳		
یکشنبہ	۱۹	۲۷	۲۴	۱۴		
دوشنبہ	۲۰	۲۸	۲۵	۱۴		
سہ شنبہ	۲۱	۲۹	۲۶	اماس		
چہارشنبہ	۲۲	۳۰	۲۷	[illegible]		
پنجشنبہ	۲۳	رمضان ۱	۲۸	۲	تبدیل وقت بوجہ ماہ صیام ۹ بجے سے ایک بجے تک	
جمعہ	۲۴	۲	۲۹	۳-۴		
شنبہ	۲۵	۳	۳۰	۵		
یکشنبہ	۲۶	۴	دسمبر ۱	۶	ایکیوم تعطیل عام وفات حسرت آیات حضرت غفران مکان رح	
دوشنبہ	۲۷	۵	۲	۷	جیشہ کارتی	
سہ شنبہ	۲۸	۶	۳	۸		
چہارشنبہ	۲۹	۷	۴	۹	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار تخت نشینی مبارک اعلیحضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ	
۰	۰	۰	۰	۰		
۰	۰	۰	۰	۰		

ف	بہمن ۱۳۴۵ف	رمضان ۱۳۵۴ھ	دسمبر ۱۹۳۵ع	[illegible] ۱۸۵۶	کیفیت تعطیلات	یادداشت
پنجشنبہ	۱	۸	۵	۱۰		
جمعہ	۲	۹	۶	۱۱		
شنبہ	۳	۱۰	۷	۱۲		
یکشنبہ	۴	۱۱	۸	۱۳		
دوشنبہ	۵	۱۲	۹	۱۴		
سہ شنبہ	۶	۱۳	۱۰	پورنمسی		
چہارشنبہ	۷	۱۴	۱۱	یکم [illegible]		
پنجشنبہ	۸	۱۵	۱۲	۲		
جمعہ	۹	۱۶	۱۳	۳		
شنبہ	۱۰	۱۷	۱۴	۴		
یکشنبہ	۱۱	۱۸	۱۵	۵		
دوشنبہ	۱۲	۱۹	۱۶	۶	مولا کارتی	
سہ شنبہ	۱۳	۲۰	۱۷	۷	ایکیوم تعطیل عام فاتحہ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ	
چہارشنبہ	۱۴	۲۱	۱۸	۸		
پنجشنبہ	۱۵	۲۲	۱۹	۹		
جمعہ	۱۶	۲۳	۲۰	۱۰		
شنبہ	۱۷	۲۴	۲۱	۱۱		
یکشنبہ	۱۸	۲۵	۲۲	۱۲		
دوشنبہ	۱۹	۲۶	۲۳	۱۳		
سہ شنبہ	۲۰	۲۷	۲۴	۱۴	چار یوم کی تعطیل عام شب قدر	
چہارشنبہ	۲۱	۲۸	۲۵	اماس	″ ایکیوم تعطیل عام کرسمس۔ دو یوم تعطیل خاص عیسائیوں کیلئے	
پنجشنبہ	۲۲	۲۹	۲۶	یکم [illegible]	″ ″	
جمعہ	۲۳	۳۰	۲۷	۲	″ ″	
شنبہ	۲۴	غرہ شوال	۲۸	۳	چار یوم کی تعطیل عام عید الفطر	
یکشنبہ	۲۵	۲	۲۹	۴	″ ″	
دوشنبہ	۲۶	۳	۳۰	۵	″ ″	
سہ شنبہ	۲۷	۴	۳۱	۶	″ ″	
چہارشنبہ	۲۸	۵	یکم جنوری	۷	ایکیوم کی تعطیل عام غرہ جنوری آغاز سال ۱۹۳۶ء	
پنجشنبہ	۲۹	۶	۲	۸-۹		
جمعہ	۳۰	۷	۳	۱۰		
۰	۰	۰	۰	۰		

نام روز	اسفندار ۱۳۴۵ف	شوال ۱۳۵۴ھ	جنوری ۱۹۳۶ء	پوس ماگھ ۱۹۹۲	کیفیت تعطیلات	یادداشت
شنبه	۱	۸	۴	۱۱		
یکشنبه	۲	۹	۵	۱۲		
دوشنبه	۳	۱۰	۶	۱۳		
سہ شنبه	۴	۱۱	۷	۱۴		
چہارشنبه	۵	۱۲	۸	پورنماشی		
پنجشنبه	۶	۱۳	۹	[illegible]	ایکیوم کی تعطیل عام چاند گرہن	
جمعه	۷	۱۴	۱۰	۲		
شنبه	۸	۱۵	۱۱	۳	اتراشاڑا کارتی	
یکشنبه	۹	۱۶	۱۲	۴	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت خدانما شاہ صاحب خاص وفات تعلقہ پنجوئی کیلئے۔	
دوشنبه	۱۰	۱۷	۱۳	۵		
سہ شنبه	۱۱	۱۸	۱۴	۶	ایکیوم کی تعطیل عام تلسنکرات	
چہارشنبه	۱۲	۱۹	۱۵	۶		
پنجشنبه	۱۳	۲۰	۱۶	۷		
جمعه	۱۴	۲۱	۱۷	۸		
شنبه	۱۵	۲۲	۱۸	۹		
یکشنبه	۱۶	۲۳	۱۹	۱۰		
دوشنبه	۱۷	۲۴	۲۰	۱۱		
سہ شنبه	۱۸	۲۵	۲۱	۱۲		
چہارشنبه	۱۹	۲۶	۲۲	۱۳		
پنجشنبه	۲۰	۲۷	۲۳	۱۴		
جمعه	۲۱	۲۸	۲۴	اماس	شراون کارتی	
شنبه	۲۲	۲۹	۲۵	[illegible]		
یکشنبه	۲۳	غرہ ذیقعدہ	۲۶	۲		
دوشنبه	۲۴	۲	۲۷	۳-۴		
سہ شنبه	۲۵	۳	۲۸	۵	ایکیوم تعطیل عام بسنت پنچمی	
چہارشنبه	۲۶	۴	۲۹	۶		
پنجشنبه	۲۷	۵	۳۰	۷		
جمعه	۲۸	۶	۳۱	۸		
شنبه	۲۹	۷	[illegible]	۹		
یکشنبه	۳۰	۸	۲	۱۰	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت سید شاہ تراب الحق فاتحہ پڑھنی کیلئے	
۰	۰	۰	۰	۰		

روز	مرداد ۱۳۴۵ف	ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ	فروری ۱۹۳۶ء	ماگھ ۱۸۵۷	کیفیت تعطیلات	یادداشت
دوشنبہ	۱	۹	۳	۱۱		
سہ شنبہ	۲	۱۰	۴	۱۲	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت عبدالنبی شاہ صاحب [illegible] فاتحہ [illegible] کیلئے	
چہارشنبہ	۳	۱۱	۵	۱۳		
پنجشنبہ	۴	۱۲	۶	۱۴	دھنشٹہ کارتی	
جمعہ	۵	۱۳	۷	پونم	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت سید شاہ نظام الدین صاحب فاتحہ [illegible] کیلئے	
شنبہ	۶	۱۴	۸	یکم ماگھ بدی		
یکشنبہ	۷	۱۵	۹	۲	ایکیوم کی تعطیل عام بتقریب سالگرہ ہز رائل ہائینس والا شان نواب اعظم جاہ بہادر۔ تین یوم کی تعطیل عرس حضرت گلبرگہ شریف [illegible] ایکیوم فاتحہ [illegible] کیلئے۔	
دوشنبہ	۸	۱۶	۱۰	۳	〃	
سہ شنبہ	۹	۱۷	۱۱	۴	〃	
چہارشنبہ	۱۰	۱۸	۱۲	۵		
پنجشنبہ	۱۱	۱۹	۱۳	۶	ایکیوم تعطیل خاص فرقہ مہدویہ کیلئے بغرض عرس حضرت سید محمد مہدی جونپوری	
جمعہ	۱۲	۲۰	۱۴	۷		
شنبہ	۱۳	۲۱	۱۵	۸		
یکشنبہ	۱۴	۲۲	۱۶	۹	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت سید شاہ علی پادشاہ حسینی صاحب فاتحہ عالمپور رائچور کیلئے	
دوشنبہ	۱۵	۲۳	۱۷	۱۰		
سہ شنبہ	۱۶	۲۴	۱۸	۱۱		
چہارشنبہ	۱۷	۲۵	۱۹	۱۲	شتابھشا کارتی	
پنجشنبہ	۱۸	۲۶	۲۰	۱۳		
جمعہ	۱۹	۲۷	۲۱	۱۴	ایکیوم کی تعطیل عام مہا شیوراتری	
شنبہ	۲۰	۲۸	۲۲	اماس		
یکشنبہ	۲۱	۲۹	۲۳	یکم پھاگن سدی		
دوشنبہ	۲۲	۳۰	۲۴	۲		
سہ شنبہ	۲۳	غرہ ذی الحجہ	۲۵	۳		
چہارشنبہ	۲۴	۲	۲۶	۴		
پنجشنبہ	۲۵	۳	۲۷	۵		
جمعہ	۲۶	۴	۲۸	۶		
شنبہ	۲۷	۵	۲۹	۷		
یکشنبہ	۲۸	۶		۸۹		
دوشنبہ	۲۹	۷	۲	۱۰		
سہ شنبہ	۳۰	۸	۳	۱۱	پوروابھادرا پدا کارتی	
چہارشنبہ	۳۱	۹	۴	۱۲	پانچ یوم کی تعطیل عام عیدالضحیٰ	

ایام	اردی بہشت ۱۳۴۵ف	ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ	مارچ ۱۹۳۶ء	پھاگن و چیت ۱۹۹۲	کیفیت تعطیلات	یادداشت
پنجشنبہ	۱	۱۰	۵	۱۳	بقیہ تعطیل عام عید الضحیٰ	
جمعہ	۲	۱۱	۶	۱۳	" "	
شنبہ	۳	۱۲	۷	۱۴	" دو یوم کی تعطیل عام ہولی و دھولنڈی	
یکشنبہ	۴	۱۳	۸	پونم	" " "	
دوشنبہ	۵	۱۴	۹	یکم پھاگن بدی		
سہ شنبہ	۶	۱۵	۱۰	۳		
چہارشنبہ	۷	۱۶	۱۱	۳		
پنجشنبہ	۸	۱۷	۱۲	۴		
جمعہ	۹	۱۸	۱۳	۵	ایکیوم کی تعطیل عام فاتحہ خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنی رض	
شنبہ	۱۰	۱۹	۱۴	۶	ایکیوم کی تعطیل [illegible] اورنگ آباد کیلئے	
یکشنبہ	۱۱	۲۰	۱۵	۷		
دوشنبہ	۱۲	۲۱	۱۶	۸	اتر بھادرا بدا کارتی	
سہ شنبہ	۱۳	۲۲	۱۷	۹		
چہارشنبہ	۱۴	۲۳	۱۸	۱۰		
پنجشنبہ	۱۵	۲۴	۱۹	۱۱		
جمعہ	۱۶	۲۵	۲۰	۱۲		
شنبہ	۱۷	۲۶	۲۱	۱۳	ایکیوم کی تعطیل عام جمشیدی نوروز برائے فرقہ پارسیان	
یکشنبہ	۱۸	۲۷	۲۲	۱۴		
دوشنبہ	۱۹	۲۸	۲۳	اماس		
سہ شنبہ	۲۰	۲۹	۲۴	یکم و ۲ چیت سدی	ایکیوم کی تعطیل عام اگادی (آغاز سال شک ۱۸۵۸)	
چہارشنبہ	۲۱	یکم محرم	۲۵	۳	بارہ یوم کی تعطیل عام عشرہ شریف ایکیوم کی عام فاتحہ	
پنجشنبہ	۲۲	۲	۲۶	۴	" خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رض آغاز سال سنہ ۱۳۵۵ھ	
جمعہ	۲۳	۳	۲۷	۵	"	
شنبہ	۲۴	۴	۲۸	۶	"	
یکشنبہ	۲۵	۵	۲۹	۷	"	
دوشنبہ	۲۶	۶	۳۰	۸	" ریوتی کارتی	
سہ شنبہ	۲۷	۷	۳۱	۹	" ایکیوم کی تعطیل عام سری رام نومی	
چہارشنبہ	۲۸	۸	یکم اپریل	۱۰	"	
پنجشنبہ	۲۹	۹	۲	۱۱	"	
جمعہ	۳۰	۱۰	۳	۱۲	"	
شنبہ	۳۱	۱۱	۴	۱۳	"	

ایام	خورداد ۱۳۴۵ف	محرم و صفر ۱۳۵۵ھ	اپریل و مئی ۱۹۳۶ء	چیت و بیساکھ ۱۸۵۸	کیفیت تعطیلات	یادداشت
یکشنبہ	۱	۱۲	۵	۴	بقیہ تعطیل عام عشرہ شریف۔ آغاز تعطیل موسم گرما برائے عدالت العالیہ و تبدیل وقت ۸ تا ۱ ساعت	
دوشنبہ	۲	۱۳	۶	پونسر		
سہ شنبہ	۳	۱۴	۷	[illegible]		
چہارشنبہ	۴	۱۵	۸	۱		
پنجشنبہ	۵	۱۶	۹	۲		
جمعہ	۶	۱۷	۱۰	۳		
شنبہ	۷	۱۸	۱۱	۴		
یکشنبہ	۸	۱۹	۱۲	۵		
دوشنبہ	۹	۲۰	۱۳	۶		اسونی کارتی
سہ شنبہ	۱۰	۲۱	۱۴	۷		
چہارشنبہ	۱۱	۲۲	۱۵	۸		
پنجشنبہ	۱۲	۲۳	۱۶	۹		
جمعہ	۱۳	۲۴	۱۷	۱۰		
شنبہ	۱۴	۲۵	۱۸	گدر		
یکشنبہ	۱۵	۲۶	۱۹	۱۳		
دوشنبہ	۱۶	۲۷	۲۰	۱۴		
سہ شنبہ	۱۷	۲۸	۲۱	اماس		
چہارشنبہ	۱۸	۲۹	۲۲	بیساکھ سدی		
پنجشنبہ	۱۹	غرہ صفر	۲۳	۲		
جمعہ	۲۰	۲	۲۴	۳		اکثر تیا دفتر صدر محاسبی ختم کا ہوگا۔
شنبہ	۲۱	۳	۲۵	سمو		
یکشنبہ	۲۲	۴	۲۶	۶		بہرنی کارتی
دوشنبہ	۲۳	۵	۲۷	۷		
سہ شنبہ	۲۴	۶	۲۸	۸		
چہارشنبہ	۲۵	۷	۲۹	۹		
پنجشنبہ	۲۶	۸	۳۰	۹		
جمعہ	۲۷	۹	یکم مئی	۱۰		
شنبہ	۲۸	۱۰	۲	۱۱		
یکشنبہ	۲۹	۱۱	۳	۱۲		
دوشنبہ	۳۰	۱۲	۴	۱۳		
سہ شنبہ	۳۱	۱۳	۵	۴		

[illegible]	[illegible] ۱۳۴۵ ف	صفر و ربیع الاول ۱۳۵۵ ھ	مئی ۱۹۳۶ ء	سمبت بیساکھ و جیٹھ ۱۹۹۳	کیفیت تعطیلات	یادداشت
چہارشنبہ	۱	۱۴	۶	پونم	آغاز تعطیل موسم گرما برائے عدالتہائے دیوانی بلدہ و اضلاع و دارالقضا و بلدہ	ایک یوم کی تعطیل عرس حضرت شمس عالم حسینی قدس سرہ دفاتر رائچور کیلئے
پنجشنبہ	۲	۱۵	۷	بیساکھ بدی		
جمعہ	۳	۱۶	۸	۲		
شنبہ	۴	۱۷	۹	۳		
یکشنبہ	۵	۱۸	۱۰	۴		کرتیکا کارتی
دوشنبہ	۶	۱۹	۱۱	۵		
سہ شنبہ	۷	۲۰	۱۲	۶	ایک یوم کی تعطیل عام اربعین۔	
چہارشنبہ	۸	۲۱	۱۳	۷		
پنجشنبہ	۹	۲۲	۱۴	۸	ایک یوم کی تعطیل عام یادگار تقریب واپسی رقبۂ رزیڈنسی۔	
جمعہ	۱۰	۲۳	۱۵	۹		
شنبہ	۱۱	۲۴	۱۶	۱۰		
یکشنبہ	۱۲	۲۵	۱۷	۱۱		
دوشنبہ	۱۳	۲۶	۱۸	۱۲		
سہ شنبہ	۱۴	۲۷	۱۹	[illegible]		
چہارشنبہ	۱۵	۲۸	۲۰	اماس	ایک یوم کی تعطیل عام نوری چہارشنبہ۔ ایک یوم کی تعطیل عرس حضرت سید شاہ خواجہ فضل بیابانی قدس سرہ دفاتر ورنگل کیلئے	
پنجشنبہ	۱۶	۲۹	۲۱	یکم جیٹھ سدی		
جمعہ	۱۷	۳۰	۲۲	۲		
شنبہ	۱۸	غرہ ربیع الاول	۲۳	۳		
یکشنبہ	۱۹	۲	۲۴	۴	ایک یوم کی تعطیل عام یادگار سالگرہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند	روہنی کارتی
دوشنبہ	۲۰	۳	۲۵	۵		
سہ شنبہ	۲۱	۴	۲۶	۶		
چہارشنبہ	۲۲	۵	۲۷	۷	ایک یوم کی تعطیل عام فاتحہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	
پنجشنبہ	۲۳	۶	۲۸	۸	تین یوم کی تعطیل عرس حضرت خواجہ منتجب الدین صاحب۔ خاص دفاتر اورنگ آباد کیلئے۔	
جمعہ	۲۴	۷	۲۹	۹	ایک یوم کی تعطیل عرس حضرت ابوالفیض محمد حسن خاص دفاتر بیدر کیلئے	
شنبہ	۲۵	۸	۳۰	۱۰		
یکشنبہ	۲۶	۹	۳۱	۱۱	ایک یوم کی تعطیل خاص فرقہ شیعہ کیلئے بغرض عید نہم۔	
دوشنبہ	۲۷	۱۰		۱۲		
سہ شنبہ	۲۸	۱۱	۲	۱۲	دو یوم کی تعطیل عام دوازدہم شریف	
چہارشنبہ	۲۹	۱۲	۳	۱۳	" "	
پنجشنبہ	۳۰	۱۳	۴	۱۴		
جمعہ	۳۱	۱۴	۵	پونم		

یوم	امرداد ۱۳۴۵ف	ربیع الاول ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ	جون ۱۹۳۶ء	جیٹھ اساڑھ سمت ۱۹۹۳	کیفیت تعطیلات	یادداشت
شنبہ	۱	۱۵	۶	یکم جیٹھ	افتتاح عدالت العالیہ و عدالت ہائے تحت۔ تبدیل وقت ۱۰ بجے تا ۴ بجے تک	
یکشنبہ	۲	۱۶	۷	۲	مرگیسرا کارتی	
دوشنبہ	۳	۱۷	۸	۳		
سہ شنبہ	۴	۱۸	۹	۴		
چہارشنبہ	۵	۱۹	۱۰	۵		
پنجشنبہ	۶	۲۰	۱۱	۶		
جمعہ	۷	۲۱	۱۲	۷-۸		
شنبہ	۸	۲۲	۱۳	۹		
یکشنبہ	۹	۲۳	۱۴	۱۰		
دوشنبہ	۱۰	۲۴	۱۵	۱۱		
سہ شنبہ	۱۱	۲۵	۱۶	۱۲		
چہارشنبہ	۱۲	۲۶	۱۷	۱۳		
پنجشنبہ	۱۳	۲۷	۱۸	۱۴		
جمعہ	۱۴	۲۸	۱۹	اماوس		
شنبہ	۱۵	۲۹	۲۰	یکم اساڑھ		
یکشنبہ	۱۶	غرہ ربیع الثانی	۲۱	۲	اردرا کارتی	
دوشنبہ	۱۷	۲	۲۲	۳		
سہ شنبہ	۱۸	۳	۲۳	۴		
چہارشنبہ	۱۹	۴	۲۴	۵		
پنجشنبہ	۲۰	۵	۲۵	۶		
جمعہ	۲۱	۶	۲۶	۷	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار سالگرہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ	
شنبہ	۲۲	۷	۲۷	۸		
یکشنبہ	۲۳	۸	۲۸	۹		
دوشنبہ	۲۴	۹	۲۹	۱۰		
سہ شنبہ	۲۵	۱۰	۳۰	۱۱	انتی ڈائی ایکادشی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا۔ ایکیوم کی تعطیل درس حضرت زین العابدین علیہ السلام۔ خاص فاتحہ بیدر کیلئے۔	
چہارشنبہ	۲۶	۱۱	یکم جولائی	۱۲	ایکیوم کی تعطیل عام یازدہم شریف	
پنجشنبہ	۲۷	۱۲	۲	۱۳		
جمعہ	۲۸	۱۳	۳	۱۴		
شنبہ	۲۹	۱۴	۴	پونم		
یکشنبہ	۳۰	۱۵	۵	یکم ساون	ایکیوم کی تعطیل عام چاند گرہن (پونرواسو کارتی)	
دوشنبہ	۳۱	۱۶	۶	۲		

تاریخ	ماہ ربیع الاول ۱۳۶۵ ہجری	ماہ اسفندار و فروردی ۱۳۵۵ فصلی	ماہ فروری و مارچ ۱۹۴۶ء	ماہ [illegible] ۱۳۵۵	کیفیت تعطیلات	یادداشت
سہ شنبہ	۱	۱۷	۷	۳		
چہارشنبہ	۲	۱۸	۸	۴		
پنجشنبہ	۳	۱۹	۹	۵		
جمعہ	۴	۲۰	۱۰	۶		
شنبہ	۵	۲۱	۱۱	۷		
یکشنبہ	۶	۲۲	۱۲	۸		
دوشنبہ	۷	۲۳	۱۳	۹ بر		
سہ شنبہ	۸	۲۴	۱۴	۱۱		
چہارشنبہ	۹	۲۵	۱۵	۱۲		
پنجشنبہ	۱۰	۲۶	۱۶	۱۳		
جمعہ	۱۱	۲۷	۱۷	۱۴		
شنبہ	۱۲	۲۸	۱۸	۱/اس		
یکشنبہ	۱۳	۲۹	۱۹	[illegible]	یوشیا کارتی	
دوشنبہ	۱۴	۳۰	۲۰	۲		
سہ شنبہ	۱۵	[illegible]	۲۱	۳		
چہارشنبہ	۱۶	۲	۲۲	۴		
پنجشنبہ	۱۷	۳	۲۳	۵	ناگ پنچمی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا۔	
جمعہ	۱۸	۴	۲۴	۶		
شنبہ	۱۹	۵	۲۵	۷		
یکشنبہ	۲۰	۶	۲۶	۸		
دوشنبہ	۲۱	۷	۲۷	۸		
سہ شنبہ	۲۲	۸	۲۸	۹		
چہارشنبہ	۲۳	۹	۲۹	۱۰		
پنجشنبہ	۲۴	۱۰	۳۰	۱۱		
جمعہ	۲۵	۱۱	۳۱	۱۲		
شنبہ	۲۶	۱۲	[illegible]	۱۳		
[illegible]	۲۷	۱۳	۲	۱۴	[illegible]	(اسلیتسیا کارتی)
دوشنبہ	۲۸	۱۴	۳	۱/اس	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۹	۱۵	۴	[illegible]		
[illegible]	۱	۱۶	۵	۳		
[illegible]	۳۱	۱۷	۶	۴		

ایام	بہمن ۱۳۴۵ف	ربیع الثانی / جمادی الاول ۱۳۵۵ھ	اسفندار ۱۳۱۵	پوس / ماگھ ۱۹۹۳ سمبت	کیفیت تعطیلات	یادداشت
جمعہ	۱	۱۸	۷	۵		
شنبہ	۲	۱۹	۸	۶		
یکشنبہ	۳	۲۰	۹	۷	ایکیوم کی تعطیل عام جشن اشٹمی	
دوشنبہ	۴	۲۱	۱۰	۸		
سہ شنبہ	۵	۲۲	۱۱	۹		
چہارشنبہ	۶	۲۳	۱۲	۱۰		
پنجشنبہ	۷	۲۴	۱۳	۱۱		
جمعہ	۸	۲۵	۱۴	۱۲		
شنبہ	۹	۲۶	۱۵	۱۳		
یکشنبہ	۱۰	۲۷	۱۶	۱۴	گھہ کارتی	
دوشنبہ	۱۱	۲۸	۱۷	اماس		
سہ شنبہ	۱۲	۲۹	۱۸	[illegible]		
چہارشنبہ	۱۳	ربیع الثانی غرہ جمادی	۱۹	۲		
پنجشنبہ	۱۴	۲	۲۰	۳		
جمعہ	۱۵	۳	۲۱	۴		
شنبہ	۱۶	۴	۲۲	۵		
یکشنبہ	۱۷	۵	۲۳	۶		
دوشنبہ	۱۸	۶	۲۴	۷		
سہ شنبہ	۱۹	۷	۲۵	۸		
چہارشنبہ	۲۰	۸	۲۶	۹		
پنجشنبہ	۲۱	۹	۲۷	۱۰		
جمعہ	۲۲	۱۰	۲۸	۱۱		
شنبہ	۲۳	۱۱	۲۹	۱۲	یورابیعلگوانی کارتی	
یکشنبہ	۲۴	۱۲	۳۰	۱۳		
دوشنبہ	۲۵	۱۳	۳۱	۱۴		
سہ شنبہ	۲۶	۱۴	سپمبر ۱	پونم		
چہارشنبہ	۲۷	۱۵	۲	[illegible]		
پنجشنبہ	۲۸	۱۶	۳	۲		
جمعہ	۲۹	۱۷	۴	۳-۴		
شنبہ	۳۰	۱۸	۵	۵		
٠	٠	٠	٠	٠		

یادداشت	کیفیت تعطیلات	[illegible] (?)	ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۶ء (?)	جمادی الثانی و رجب ۱۳۵۵ھ (?)	آبان ۱۳۴۵ ف (?)	ایام
	ایکروم کی تعطیل عید نوروز فاص (?) ملازمین ریلوے کیلئے آغاز سال فصلی ۱۳۴۵	۶	۶	۱۹	۱	یکشنبہ
		۷	۷	۲۰	۲	دوشنبہ
		۸	۸	۲۱	۳	سہ شنبہ
	ایکروم کی تعطیل فاتحہ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضہ	۹	۹	۲۲	۴	چہارشنبہ
		۱۰	۱۰	۲۳	۵	پنجشنبہ
		۱۱	۱۱	۲۴	۶	جمعہ
	اترا پھلگونی کارتی (?)	۱۲	۱۲	۲۵	۷	شنبہ
		۱۳	۱۳	۲۶	۸	یکشنبہ
		۱۴	۱۴	۲۷	۹	دوشنبہ
		۱ اس (?)	۱۵	۲۸	۱۰	سہ شنبہ
		[illegible]	۱۶	۲۹	۱۱	چہارشنبہ
		۲	۱۷	۳۰	۱۲	پنجشنبہ
	ایکروم کی تعطیل عام سالگرہ مبارک اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی (?)	۳	۱۸	غرہ رجب	۱۳	جمعہ
	ایکروم کی تعطیل عام گنیش چتورتھی۔	۴	۱۹	۲	۱۴	شنبہ
		۴	۲۰	۳	۱۵	یکشنبہ
		۵	۲۱	۴	۱۶	دوشنبہ
		۶	۲۲	۵	۱۷	سہ شنبہ
	ایکروم کی تعطیل عام عرس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۷	۲۳	۶	۱۸	چہارشنبہ
	جہاں کہیں دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا۔	۸	۲۴	۷	۱۹	پنجشنبہ
		۹	۲۵	۸	۲۰	جمعہ
	ہستہ کارتی	۱۰	۲۶	۹	۲۱	شنبہ
		۱۱	۲۷	۱۰	۲۲	یکشنبہ
		۱۲	۲۸	۱۱	۲۳	دوشنبہ
	ایکروم کی تعطیل عام اننت چتودرشی	۱۳	۲۹	۱۲	۲۴	سہ شنبہ
	ایکروم کی تعطیل عام ولادت جناب امیر علیہ السلام	۱۴ اپونم (?)	۳۰	۱۳	۲۵	چہارشنبہ
		[illegible]	یکم اکٹوبر	۱۴	۲۶	پنجشنبہ
		۲	۲	۱۵	۲۷	جمعہ
	دویوم کی تعطیل عرس حضرت شمس اللہ قادری (?) خاص ترغیب (?) کیلئے	۳	۳	۱۶	۲۸	شنبہ
دویوم کی تعطیل عرس کوہ شریف بلدہ و حوالی کیلئے۔ ایکروم کی تعطیل عرس حاجی سیاح صاحب خاص و فاتر قندہار و ناندیڑ کیلئے۔		۴	۴	۱۷	۲۹	یکشنبہ
		۵	۵	۱۸	۳۰	دوشنبہ
		۰	۰	۰	۰	۰

فہرست تعطیلات منظورۂ سرکار عالی

	نام تعطیل		ماہ الٰہی		ماہ ہلالی		روز
			ماہ	تاریخ	ماہ	تاریخ	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	تعطیلات عام (تعطیلات سرکار عالی)						
۱	آغاز سال نو فصلی و مالیہ سنہ ریاست	۱	آذر				
۲	یادگار اعلان خود مختاری سلطنت دکن آصفجاہی	۱	ار	۲۲	〃	۲۹	
۳	یادگار عقد مبارک شاہزادگان آصفی حضرت ولیعہد اعظم جاہ والاشان و حضرت معظم جاہ والاشان	۱	دے	۷	نومبر	۱۲	شنبہ
۴	وفات حسرت آیات حضرت غفرآن مکان رحمۃ اللہ علیہ	۱	〃	۲۶	رمضان	۴	یکشنبہ
۵	یادگار تخت نشینی مبارک اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی	۱	〃	۲۹	〃	۷	چہارشنبہ
۶	بتقریب سالگرہ جونیر پرنس والاشان نواب معظم جاہ بہادر	۱	فروردی	۷	ذیقعدہ	۱۵	یکشنبہ
۷	یادگار تقریب واپسی رقبہ رزیڈنسی	۱	تیر	۹	مئی	۱۴	پنجشنبہ
۸	یادگار سالگرہ حضرت غفرآن مکان رحمۃ اللہ علیہ	۱	امرداد	۲۱	ربیع الثانی	۶	جمعہ
۹	سالگرہ مبارک اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی	۱	آبان	۱۳	رجب	غرۂ	〃
۱۰	سالگرہ ہز مجسٹی دی کنگ جارج پنجم	.	.	.	.	.	بلا
۱۱	کرسمس		بہمن	۲۱	ڈسمبر	۲۵	چہارشنبہ
۱۲	غرۂ جنوری		〃	۲۸	جنوری	غرۂ	〃
	تعطیلات اہل اسلام						
۱	ولادت جناب امیر علیہ السلام	۱	آذر	۶	رجب	۱۳	شنبہ
۲	شب معراج	۲	〃	۱۹ و ۲۰	〃	۲۶ و ۲۷	جمعہ و شنبہ
۳	شب برات	۲	دے	۶ و ۷	شعبان	۱۴ و ۱۵	دوشنبہ و سہ شنبہ
۴	فاتحہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱	بہمن	۱۳	رمضان	۲۰	شنبہ
۵	شب قدر	۴	〃	۲۰ تا ۲۳	〃	۲۷ تا ۳۰	سہ شنبہ تا جمعہ
۶	عیدالفطر	۴	〃	۲۴ تا ۲۷	شوال	غرۂ تا ۴	شنبہ تا سہ شنبہ
۷	عیدالضحےٰ	۵	فروردی و اردی بہشت	۳۱ تا ۴	ذالحجہ	۹ تا ۱۳	چہارشنبہ تا یکشنبہ
۸	فاتحہ خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱	اردی بہشت	۹	〃	۱۸	جمعہ
۹	فاتحہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱	〃	۱۱	محرم	غرۂ	چہارشنبہ
۱۰	عشرۂ شریف	۱۲	اردی بہشت و خورداد	۲۱ تا یکم	〃	غرۂ تا ۱۲	چہارشنبہ تا یکشنبہ

۱۱	اربعین	۱	تیر	۶	صفر	۲۰	شنبہ
۱۲	آخری چہارشنبہ	۱	"	۱۵	"	۲۸	چہارشنبہ
۱۳	فاتحہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	۱	"	۱۲	ربیع الاول	۵	"
۱۴	دوازدہم شریف	۲	"	۲۸ و ۲۹	"	۱۲ و ۱۳	شنبہ و چہارشنبہ
۱۵	یازدہم شریف	۱	امرداد	۲۲	ربیع الثانی	۱۱	چہارشنبہ
۱۶	فاتحہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱	آبان	۴	جمادی الثانی	۲۲	"
۱۷	عرس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۱	"	۱۸	رجب	۶	"
۱۸	ولادت جناب امیر علیہ السلام	۱	"	۲۵	"	۱۳	"

تعطیلات اہل ہنود

۱	دسہرہ	۲	آذر	غرہ و ۲	اشوین سدی	۱۰ و ۱۱	دوشنبہ و سہ شنبہ
۲	دیوالی	۲	"	۲۰ و ۲۱	" بدی	۱۴ و اماس	شنبہ و یکشنبہ
۳	چاندگرہن	۱	اسفندار	۶	پوش بدی	یکم	پنجشنبہ
۴	سنکرات	۱	"	۱۱	"	۶	شنبہ
۵	بسنت پنچمی	۱	"	۲۵	ماگھ سدی	۵	"
۶	مہاشیوراتری	۱	فروردی	۱۹	" بدی	۱۴	جمعہ
۷	ہولی و دہولنڈی	۲	اردی بہشت	۳ و ۴	پھالگن سدی	۱۴ و پونم	شنبہ و یکشنبہ
۸	اگادی	۱	"	۳۰	چیت سدی	یکم ـ ۲	شنبہ
۹	سری رام نومی	۱	"	۲۷	"	۹	"
۱۰	چاندگرہن	۱	امرداد	۳۰	اشاڑہ بدی	یکم	یکشنبہ
۱۱	راکھی	۱	شہریور	۲۷	شراون سدی	۱۴	"
۱۲	جنم اشٹمی	۱	مہر	۲	" بدی	۷	یکشنبہ حسب مراسلہ نشان ۸۱۵
۱۳	گنیش چتورتھی	۱	آبان	۱۴	بھادوں سدی	۴	شنبہ
۱۴	اننت چتورشی	۱	"	۲۴	"	۱۳	شنبہ

فہرست تعطیلات مقامی منظورۂ سرکارعالی

اعراس

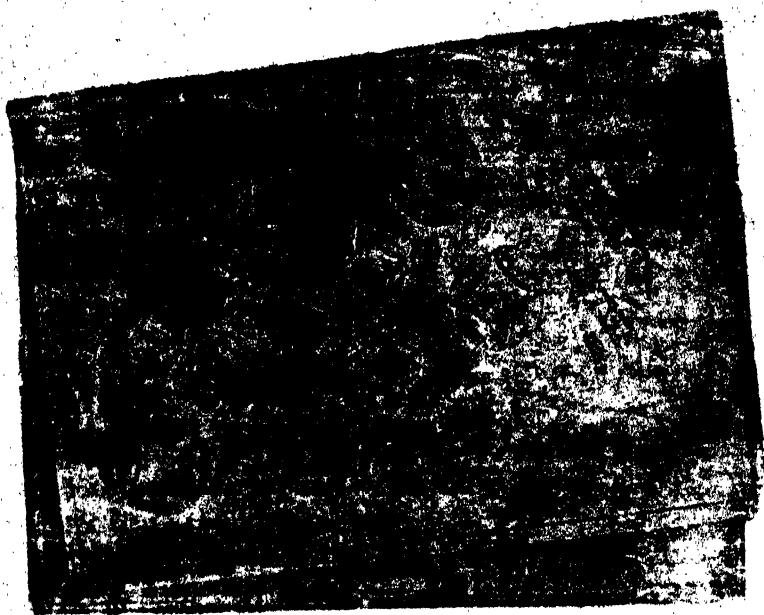
۱	عرس حضرت خواجہ شمس الدین غازی صاحب قدس سرہ	۲	آذر	۹ ـ ۱۰	رجب	۱۶ و ۱۷	خاص دفاتر عثمان آباد کیلئے
۲	" حضرت حاجی سیاح صاحب قدس سرہ	۱	"	۱۰	"	۱۷	خاص دفاتر تعلقہ قندہار ضلع ناندیڑ کے لیے

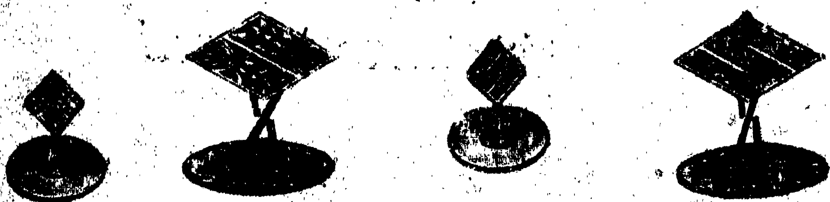
۳	عرس کوکاشریف	۲	آذر	۱۰-۱۱	رجب	۱۷و۱۸	چہارشنبہ وپنجشنبہ	خاص دفاتر بلدہ دھوالی کیلئے
۴	" حضرت معشوق ربانی صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۱۶	"	۲۳	شنبہ	خاص دفاتر ورنگل کیلئے
۵	" حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہٗ	۱	دے	۱۲	شعبان	۲۰	یکشنبہ	خاص دفاتر بلدہ دھوالی کیلئے
۶	" حضرت خدنما شاہ حسینی صاحب قدس سرہٗ	۱	اسفندار	۹	شوال	۱۶	"	خاص دفاتر تعلقہ چنچولی کیلئے
۷	" حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۳۰	ذیقعدہ	۸	"	خاص دفاتر پربھنی کیلئے
۸	" حضرت عبدالنبی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱	فروردی	۳	"	۱۰	شنبہ	خاص دفاتر ورنگل کیلئے
۹	" حضرت سید شاہ نظام الدین صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۵	"	۱۳	جمعہ	خاص دفاتر اورنگ آباد کیلئے
۱۰	" گلبرگہ شریف	۳	"	۷ تا ۹	"	۱۵ تا ۱۷	یکشنبہ تا سہ شنبہ	خاص دفاتر گلبرگہ کیلئے اور ایک یوم دفاتر رائچور کے لئے۔
۱۱	" حضرت سید شاہ علی بادشاہ حسینی صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۱۴	"	۲۲	یکشنبہ	خاص دفاتر عالم پور ضلع رائچور کیلئے
۱۲	" حضرت سید شمس عالم حسینی صاحب قدس سرہٗ	۱	تیر	یکم	صفر	۱۴	چہارشنبہ	خاص دفاتر رائچور کیلئے
۱۳	" حضرت سید افضل بیابانی صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۱۵	"	۲۸	"	خاص دفاتر ورنگل کیلئے
۱۴	" حضرت خواجہ منتخب الدین صاحب قدس سرہٗ	۲	"	۲۳ تا ۲۵	ربیع الاول	۶ تا ۸	پنجشنبہ تا شنبہ	خاص دفاتر اورنگ آباد کیلئے
۱۵	" حضرت ابوالفیض صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۲۴	"	۷	جمعہ	خاص دفاتر بیدر کیلئے۔
۱۶	" حضرت زین الدین صاحب گنج نشین قدس سرہٗ	۱	امرداد	۲۵	ربیع الثانی	۱۰	شنبہ	خاص دفاتر بیدر کیلئے
۱۷	" حضرت جمال بہار صاحب قدس سرہٗ	۱	شہریور	۲۷	جمادی الاول	۱۳	یکشنبہ	خاص دفاتر بھونگیر کیلئے
۱۸	" حضرت خواجہ شمس الدین غازی صاحب قدس سرہٗ	۲	آبان	۲۸ و ۲۹	رجب	۱۶ و ۱۷	شنبہ ویکشنبہ	خاص دفاتر عثمان آباد کیلئے
۱۹	" حضرت حاجی سیاح صاحب قدس سرہٗ	۱	"	۲۹	"	۱۷	یکشنبہ	خاص دفاتر تعلقہ قندھار ضلع ناندیڑ
۲۰	" کوکاشریف	۲	"	۲۹، ۳۰	"	۱۷ و ۱۸	یکشنبہ ودوشنبہ	خاص دفاتر بلدہ دھوالی کیلئے
	جاترائے							
۱	جاترائے پٹن	۱	اردی بہشت	۱۰	پھاگن بدی	۶	سہ شنبہ	خاص دفاتر پیٹھن ضلع اورنگ آباد کیلئے
۲	" مالیگاؤں	۳	۰	۰	۰	۰	۰	خاص دفاتر ضلع ناندیڑ کیلئے بلحاظ تاریخ جاترا
	تعطیلات مخصوص بہ اقوام							
۱	کرسمس	۸	بہمن	۱ تا ۲۸	ڈسمبر و جنوری	۲۵ تا یکم	چہارشنبہ تا چہارشنبہ	خاص عیسائیوں کیلئے
۲	جمشید نوروز	۱	اردی بہشت	۱۷	مارچ	۲۱	سہ شنبہ	خاص پارسیوں کیلئے
۳	عید نوروز	۱	آبان	یکم	فبروری	یکم	یکشنبہ	
	تعطیلات مخصوص فرقہ مہدویہ							
۱	عرس مبارک حضرت سید محمد مہدی جونپوری	۱	فروردی	۱۱	ذیقعدہ	۱۹	پنجشنبہ	خاص فرقہ مہدویہ کیلئے۔

۲	میلاد شریف حضرت سید محمد مہدی جونپوری رح	۱	شہریور	۲۸	جمادی الاول	۱۴	دوشنبہ	خاص فرقہ مہدویہ کیلئے
			تعطیلات مخصوص فرقہ شیعہ					
۱	عید غم	۱	تیر	۲۶	ربیع الاول	۹	یکشنبہ	خاص فرقہ شیعہ کیلئے

فہرست اُن تہواروں کی جنمیں دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا

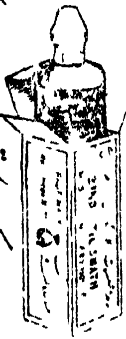
۱	یادگار خودمختاری	۱	آذر	۲۲	کارتک سدی	یکم	دوشنبہ
۲	کارتکی ایکادشی	۱	دے	۲	"	۱۲	پنجشنبہ
۳	ویکنٹھ چتوردشی	۱	"	۴	"	۱۴	شنبہ
۴	اکشتر تیا	۱	خورداد	۱۹	ویساکھ سدی	۲	پنجشنبہ
۵	اشاڑہ ایکادشی	۱	امرداد	۲۵	اشاڑہ سدی	۱۱	[illegible]شنبہ
۶	ناگ پنچمی	۱	شہریور	۱۰	شراون سدی	۵	پنجشنبہ
۷	مہالکشمی اشٹمی	۱	آبان	۱۹	بھادون سدی	۸	"





جس کی کشتی کا ناخدا ہے خدا
لاکھ طوفان ہے تو کیا ڈر ہے

فضل رحمان ہے تو کیا ڈر ہے
حق نگہبان ہے تو کیا ڈر ہے





زندہ طلسمات

ناظرین! یہ مشہور دوا ہے جس نے حیدرآباد سے لیکر یورپ تک اپنی صداقت کا ڈنکا بجادیا۔ نامی گرامی ڈاکٹر و حکماء نے آزمائش کرکے سینکڑوں سرٹیفکٹ عطا فرمائے اور یہ لکھدیا کہ زندہ طلسمات کا ہر گھر میں رہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ

زندہ طلسمات کھانسی۔ بخار، ہیضہ، متلی، ہیضہ، طاعون، نزلہ، زکام، بواسیر، خارش، سانپ بچھو کے زہر ہر قسم کے درد پر ایک ڈاکٹر کا کام دیتی ہے رجسٹرڈ ہونے کے علاوہ اس کا لیمکل امتحان بھی ہو چکا ہے آپ کے شہر میں ہر دکان پر ملیگی۔ جو صاحب اس دوا کو غیر مفید ثابت کر دیں اُن کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ایک بار ضرور آزمائش کیجئے قیمت بالکل قلیل رکھی گئی ہے قیمت شیشی نمبر ا (عہ) نمبر ۲ (۸ر) نمبر ۳ (۴ر) بوقت خریدی شیشی کے پاکٹ پر رجسٹرڈ نمبر ۵۷۷ اور ٹریڈ مارک نظام گورنمنٹ کا تاج دیکھ لیجئے تاکہ دھوکہ نہ ہو کیونکہ بہت سے حضرات نے اس کی نقل کی ہے زندہ طلسمات جس مقام پر نہ ملے تو کارخانہ زندہ طلسمات حیدرآباد دکن سے طلب کیجئے

منجن فاروقی

تمام انڈیا کے لئے رجسٹر کیا ہوا ہے منہ سے بدبو آنا مسوڑوں سے خون یا پیپ کا نکلنا ٹھنڈا پانی پینے سے تکلیف ہونا روزآنہ منجن فاروقی سے دانت صاف کیا کیجئے دانت کے جملہ شکایتوں سے محفوظ رہیں گے قیمت بالکل قلیل ہے منجن فاروقی کا پاکٹ ۲ر شیشی ۵ر ۳ر

نوٹ۔ دو روپیہ سے کم کی آڈر کی تعمیل نہ کیجائیگی۔ خرچہ بذمہ خریدار ہوگا

المشتہر۔ مینجر کارخانہ زندہ طلسمات کاچیگوڑہ حیدرآباد دکن ٹیلیفون نمبر ۶۰۲